تعلیم الایمان

سُبُحَانَ اللّٰہ اَلُحَمُدُ لِلّٰہ اَللّٰہُ اَکُبَر

کو کس شعور سے پڑھیں؟

(صفت اَلُقُدُّوُسُ پر غور وفکر)

مصنف:۔ عبداللہ صدیقی
(ریسرچ اسکالر آف ایمانیات)

زیر سرپرستی:۔ حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ مفتاحیؒ
(سابق شیخ الحدیث دالعلوم سبیل السلام)

اضافۂ جدید:۔ مولانا محمد کلیم الدین سلمان قاسمی

ناشر
عظیم بک ڈپو، جامع مسجد دیوبند
یوپی، انڈیا۔

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کی چھپوانے کی عام اجازت ہے)

نام کتاب:۔	سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر کو کس شعور سے پڑھیں؟
مرتب:۔	عبداللہ صدیقی
زیر سرپرستی:۔	حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ صاحب مفتاحیؒ
اضافۂ جدیدہ:۔	مولانا محمد کلیم الدین سلمان قاسمی
سنہ طباعت:۔	۲۰۱۶ء مطابق ۱۴۳۷ھ
تعداد اشاعت:۔	پانچ سو(500)
کمپیوٹر کتابت:۔	النور گرافکس، حیدرآباد، تلنگانہ۔9963770669
ناشر:۔	عظیم بکڈپو، دیوبند، یوپی، انڈیا۔

☆☆ ملنے کے پتے ☆☆

☆ آفس میٹ اسٹیشنری، روبرو مہدی فنکشن ہال،

لکڑی کا پل، حیدرآباد۔9391399079

☆ مکتبۂ کلیمیہ، رحمٰن کامپلکس

یوسفین چوراہا، نامپلی، حیدرآباد۔9885655501

☆ جامعۃ المؤمنات للبنات، نزد پنچ شیل کالج، گاجول پیٹ،

نرمل، ضلع عادل آباد، تلنگانہ۔504106۔فون:9912788473

☆☆☆☆☆

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ o بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

اللہ کی پاکی اور بڑائی شعور کے ساتھ بیان کی جائے!

یَآ اَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡكُرُو اللّٰهَ ذِكۡرًا كَثِيۡرًا o وَّ سَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّ اَصِیۡلًا o

اے ایمان والو! اللہ کو خوب یاد کیا کرو اور (خاص کر) صبح وشام اسکی پاکی بیان کرو۔(احزاب)

وَ لَذِكۡرُ اللّٰهِ اَكۡبَرُ o (عنکبوت:۵) ترجمہ: اور یقین کرو کہ اللہ کا ذکر ہر چیز سے بزرگ تر ہے۔

ترجمه: جب تم نماز ادا کرلو تو اللہ کا ذکر کرو (ہر حال میں) کھڑے، بیٹھے اور لیٹے۔(النساء:۵)

سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكۡبَرُ

وَ لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الۡعَلِيِّ الۡعَظِيۡمِ ۔

ترجمہ: پاک ہے اللہ اور تمام تعریف وشکر اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ ہی سب سے بڑا ہے، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو عالیشان اور عظمت والا ہے۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جُندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمام کلموں میں افضل یہ چار کلمے ہیں:۔ "سُبۡحَانَ اللّٰه" اور "اَلۡحَمۡدُ لِلّٰه" اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ اَكۡبَرُ ۔ (صحیح مسلم)

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو کلمے زبان پر ہلکے پھلکے، میزان اعمال میں بڑے وزنی اور اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں: سُبۡحَانِ اللّٰهِ وَ بِحَمۡدِهٖ سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ ۔ (صحیح بخاری ومسلم)

انسان کی فطرت ہے کہ وہ کسی کی بھی تعریف دو طرح سے کرتا ہے

انسان کی یہ عام عادت اور فطرت ہے کہ وہ کسی کی تعریف کرتا ہے تو دو طرح سے کرتا ہے، یا تو نقائص اور خرابیوں کا انکار کرکے یا پھر کمالات وخوبیوں کا اقرار کرکے، مثلاً کسی بھی انسان کی وہ تعریف جب کرنے پر آتا ہے تو ایک طرح کی تعریف اس طرح

خرابیوں، عیبوں اور نقائص کا انکار کر کے کہ فلاں شخص کنجوس نہیں ہے، فلاں شخص کمزور نہیں ہے، فلاں شخص بداخلاق نہیں ہے، فلاں شخص شیطانی حرکتیں نہیں کرتا، فلاں شخص جھوٹ نہیں بولتا، فلاں شخص بزدل اور کند ذہن نہیں ہے، وہ کسی سے مدد نہیں لیتا، وہ بداخلاق اور جاہل نہیں ہے، وہ بے حیاء و بے شرم نہیں ہے، وہ بیوقوف نہیں ہے، یہ ایک طرح کی تعریف ہے جس میں تمام خرابیوں اور نقائص کا انکار کیا جا رہا ہے، ہر قسم کی خراب صفات کا انکار کیا جا رہا ہے، یعنی منفی صفات کا انکار کیا جا رہا ہے۔

دوسری تعریف اچھائیوں، کمالات اور خوبیوں کا اعتراف کر کے کرتا ہے کہ فلاں شخص سخی اور رحم دل ہے، فلاں شخص کی طرح کسی کے اخلاق نہیں، فلاں شخص کی طرح کسی میں فیاضی کا جذبہ نہیں، فلاں شخص کی طرح کسی کا حافظہ نہیں، فلاں شخص کی طرح انصاف کرنے والا کوئی دوسرا نہیں، فلاں شخص کی طرح عزت دینے اور محبت کرنے والا کوئی دوسرا نہیں، کہ وہ خوددار ہے، حیاء دار ہے، ایمان دار اور امانت دار ہے، وعدہ پورا کرنے والا ہے، عقلمند، سمجھدار اور انتہائی قابل انسان ہے، بہترین صلاحیتوں والا ہے، یہ ایک طرح کی تعریف ہے جس میں اس کی تمام اچھی صفات اور خوبیوں کا اقرار کیا جا رہا ہے، گویا مثبت صفات اور اچھی صفات کا اقرار کیا جا رہا ہے۔ غرض تعریف کے دو طریقے ہیں: خرابیوں کا انکار کرنا اور اچھائیوں کا اقرار کرنا۔ (مثال رہبری کے لئے ہے برابری کے لئے نہیں)

انسانوں کی گمراہی کا عالم

دنیا کے وہ انسان جو ایمان نہیں رکھتے اور حقیقی و شعوری ایمان سے محروم ہیں انہوں نے اللہ کے ساتھ گندہ اور ناپاک عقیدہ قائم کر لیا اور اللہ کو بھی مخلوقات سے نسبت دے کر مخلوقات کی بہت سی خرابیوں اور نقائص کو اللہ کے ساتھ جوڑ دیا اور اللہ کے کمالات اور خوبیوں کو مخلوقات کے ساتھ ملا دیا، مثلاً اللہ کو بیوی، اولاد اور اہل وعیال والا بنا ڈالا، اللہ کو اپنی طرح کھانے پینے کی حاجات والا بنا کر پوجا پاٹ میں میوے مٹھائی رکھتے ہیں، اللہ کو مجبور اور محتاج مان کر دوسروں سے مدد لینے والا، چھوٹے خداؤں کے سہارے حکومت

کرنے والا سمجھتے ہیں، اللہ کو موت وحیات والا، اللہ کو نیند لینے اور تھکان والا سمجھتے ہیں، اسی طرح اللہ کی خالص صفات کو مخلوقات میں بھی تصور کرتے ہیں، چنانچہ وہ کسی کو اولاد دینے والا، صحت وتندرستی دینے والا، تجارت ونوکری دلانے والا، مصیبتوں کو دور کرنے والا، گناہ معاف کرنے والا، شادیاں کرانے والا، غیب کا جاننے والا سمجھتے ہیں۔

عیسائیوں کے پاس یہ تصور پیدا ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ تین خداؤں میں تقسیم ہوکر بشری خصوصیات کا حامل ہوگیا ہے، اور پھر انسانوں کے گناہوں کو معاف کرنے اپنے بیٹے ہی کو تمام انسانوں کے گناہ معاف کرنے سولی پر چڑھا دیا۔

یہودی اللہ کے تعلق سے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ بے سوچے سمجھے انسانوں کو پیدا کرکے ان کی حرکتوں پر بہت نادم ہوا اور طوفانِ نوح آنے کے بعد تباہی وبربادی پر بے حد ملول ہوا اور اتنا رویا کہ آنکھیں سوج گئیں، ملائکہ نے آکر اس کی عیادت کی (نعوذ باللہ)۔

حضرت یعقوب علیہ السلام سے اس کی کشتی ہوئی، انہوں نے اس کو زمین پر پٹخ دیا۔

ان کا خدا ایک خاندانی خدا ہے، جس نے ساری دنیا صرف بنی اسرائیل کے لئے بنائی، دنیا بنا کر ساتویں دن وہ تھک کر بیٹھ گیا۔

ہنود کا خدا اوتار کی شکل میں بھیس بدل کر اہل وعیال والا لاکھوں خدا بن گیا۔

موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں چرواہے کی گمراہی

اسرائیلی روایات میں ہے کہ ایک چرواہا جنگل میں بکریاں چراتے ہوئے بیٹھا تھا، اللہ کی محبت میں سرشار ہوکر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہنے لگا کہ: اے اللہ! میں نے موسیٰ سے سنا ہے کہ تیرا کوئی خاندان نہیں، تیرا کوئی بیٹا بیٹی نہیں، تیری کوئی بیوی نہیں، تو اکیلا ہی اکیلا ہے، تو میرے پاس آ، میں تیری خدمت کروں گا، میں تیرے ہاتھ پیر دباؤں گا، میں تیرا منہ دھلاؤں گا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گذر وہیں سے ہورہا تھا، وہ جیسے ہی سنے فوراً کہا کہ: کیا شرکیہ باتیں کہہ رہا ہے، وہ فوراً خاموش ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے امت مسلمہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اپنی

پہچان کروا کر اپنی شان کے مطابق ایمان والوں کو اپنی تعریف وحمد وثناء کے کلمات سکھائے اگر یہ کلمات نہ سکھائے جاتے تو ہم بھی اپنے اپنے خیالات اور فکر کے ذریعہ ویسی ہی غلطی کرتے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے چرواہے نے کی۔

دنیا کے کسی دوسرے مذہب میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور حمد کے ایسے الفاظ وکلمات ہی نہیں، نہ دوسری قومیں اللہ تعالیٰ کی اس طرح تعریف وحمد وثناء بیان کرسکتی ہیں جیسے امت مسلمہ بیان کرتی ہے، یہ صرف اسلام کی تعلیمات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو اپنی خالص تعریف اور حمد کے کلمات ادا کرنا سکھایا ہے۔

بادشاہوں کے دربار میں رسمی اور دکھاوے کی تعریف ہوتی تھی

پچھلے زمانوں میں بادشاہوں کے دربار میں ان کے غلام اور خادم بادشاہ کے دربار میں داخل ہوتے ہی ان کے سامنے فرضی سلامی دیتے تھے اور جھک جھک کر بادشاہ کو سلام کرتے ہوئے جھوٹے القاب سے ان کی تعریف ان کو سناتے تھے، مگر پھر بھی وہ لوگ رٹے ہوئے دکھاوے کے لئے جو بھی القاب اپنی زبان سے ادا کرتے تھے ان کے معنیٰ و مطلب سے واقف ہوتے تھے، یہ اور بات ہے کہ دل میں وہ ادب واحترام نہیں ہوتا تھا، مگر زبان سے معنیٰ جان کر جھوٹی تعریف کے الفاظ ادا کرتے تھے، ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تعریف اور بڑائی کے جو الفاظ ادا کرتے ہیں ان کے معنیٰ و مطلب تک نہیں جانتے، کیا یہ تعریف اور حمد بیان کرنے کا صحیح طریقہ ہے؟

بھیک مانگنے والے رسمی اور جھوٹی تعریف کرتے ہیں!

دنیا میں ایک فقیر بھیک مانگنے کے لئے اپنے مطلب کی خاطر کسی دولت مند کی شان وشوکت کو دیکھ کر جھوٹی تعریف بیان کرتا ہے، دل اس کا اس تعریف سے خالی ہوتا ہے، وہ محض اپنے مطلب کی خاطر تعریف کے الفاظ استعمال کرتا ہے، مگر دل میں اس شخص کا احترام نہیں رکھتا، ہم بھی اپنے مالک و پروردگار کے ساتھ اپنی ضرورت پوری کرنے

کہیں رسم تو ادا نہیں کر رہے ہیں؟ ہمارا یہ تعریف بیان کرنا کہیں زبان کی حد تک تو نہیں؟ ذرا غور کیجئے اور سوچئے! وہ مالک جس کے احسانات، مہربانیاں، انعامات، رحمتیں، عنایات اور نعمتیں دن رات ہمیں بغیر مانگے ملتی رہتی ہیں، جس کی رحمتوں میں ہم دن رات ڈھکے رہتے ہیں کہیں ہم اس کی تعریف اور بڑائی بے شعوری اور غفلت میں تو نہیں کر رہے ہیں؟ دنیا کی زندگی میں تو انسان اپنے کسی دوست اور رشتہ دار کے احسانات و انعامات سے متاثر ہو کر دل کی گہرائی کے ساتھ اس کی تعریف کرتا، اس کی محبت میں جیتا اور اس کا دیوانہ بن کر اس کی غلامی کرتا ہے، مگر مالک کائنات کی تعریف وہ صرف زبان ہی کی حد تک رسم ادا کرنے کے لئے کرتا ہے، سمجھ کر نہیں کرتا، ذرا غور کیجئے آخر اپنے مالک پر یہ کیسا ایمان ہے اور اس کے ساتھ یہ کیسا تعلق ہے؟

مسلمانوں کی علم سے دوری کا عالم

مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد دن رات مختلف دعاؤں میں اور نماز کے ہر رکوع اور سجدے میں سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کا اقرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا عہد و اقرار کرتے ہیں، مگر ان کو ان کلمات کے معنی و مطلب ہی نہیں معلوم، ایک مسلمان کو پورے شعور اور سمجھ بوجھ کے ساتھ ان کلمات کے معنوں اور ان کی حقیقت کو سمجھ کر دل کی گہرائی کے ساتھ ادا کرتے رہنا چاہئے، مگر مسلمانوں کی بے شعوری اور غفلت اور کم علمی کا یہ عالم ہے کہ وہ ان کلمات کو صرف ثواب اور رسم ادا کرنے کے لئے ان کا ورد بغیر سمجھے بے شعوری کے ساتھ کرتے رہتے ہیں، اور صرف ثواب و برکت حاصل کرنے کی نیت رکھتے ہیں، ان کو اِن کلمات کے معنی تک نہیں معلوم ہیں، پوری دنیا میں مسلمانوں کی یہ خواہش ہے اور ہونی بھی چاہئے کہ وہ اللہ اکبر اللہ اکبر کے کلمات کو اذان کے ذریعہ لوڈ اسپیکر اور ٹی وی کے ذریعہ پوری دنیا میں بلند کرنا چاہتے ہیں، اور ہر روز فضاؤں میں پانچ وقت اذان میں اللہ اکبر کی تسبیح بلند کرتے ہیں اور پوری زمین کو اذان کی آواز سے بھر دیتے ہیں، مگر اللہ اکبر کے معنی اور

مطلب ذہن میں نہ ہونے کی وجہ سے یہ کلمہ صداؤں میں تو ہر روز پانچ وقت بلند ہوتا ہے مگر اللہ اکبر کی حقیقت مسلمانوں کے سینوں میں داخل نہ ہونے کی وجہ سے ان کی زندگیوں میں اللہ بڑا صرف مسجد کی حد تک ہی نظر آتا ہے، مسجد سے باہر دکانوں، کاروبار، شادی بیاہ، حکومت، عدالت، محلّہ وبستی، دوستی و دشمنی، کمانے اور خرچ کرنے میں کہیں پر بھی وہ اللہ کی بڑائی میں زندگی گذارتے نظر نہیں آتے، گھروں میں وہ اپنی بڑائی، کاروبار میں اپنی بڑائی، پارلیمنٹ اور حکومت اور عدالتوں میں وہ اپنی بڑائی، شادی بیاہ، تجارت اور نوکریوں میں وہ اپنی بڑائی، محلّہ بستی غرض انفرادی واجتماعی زندگی میں وہ انسانوں کی بڑائی میں زندگی گذارتے نظر آتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ اللہ کے احکام کو زندگی کے ہر شعبے میں توڑتے ہوئے نظر آتے ہیں، اسی وجہ سے دوسری قوموں کو اسلام کی حقیقت سمجھنا مشکل ہوگیا ہے۔

اس لئے مسلمان اپنے بچوں کو بچپن ہی سے ان کلمات کو سمجھ کر ادا کرنے والے بنائیں، یہ کلمات طوطے کی طرح رٹ کر دوہرانے یا صرف ثواب حاصل کرنے ہی کی حد تک نازل نہیں کئے گئے ہیں، اگر ایک طوطا آپ کے گھر میں ہو اور وہ بغیر سمجھے آپ کی تعریف کرتا رہے تو کیا یہ آپ کو پسند آئے گا؟ کیا آپ اس سے خوش ہوں گے؟ یا کسی مشین اور ٹیپ ریکارڈر میں سے بار بار آپ کی تعریف ہوتی رہے تو کیا آپ اس طرح کی مشینی تعریف کو پسند کریں گے؟ جو بے شعوری والی ہو، جو سمجھ بوجھ سے خالی ہو، دنیا میں کسی کی بھی تعریف سمجھے بغیر نہیں کی جاتی، زبردستی نہیں کی جاتی اور اس کو صحیح تعریف بھی نہیں کہا جاتا، مگر اللہ کی تعریف اور شکر سمجھے بغیر بے شعوری کے ساتھ روایتی انداز میں کی جارہی ہے، کیا اللہ یہ کلمات مومنوں پر اس لئے نازل کیا ہے کہ وہ بس ان کلمات کو ہر روز گنتی کے ساتھ انگلیوں پر یا تسبیح کے دانوں پر یا بیجوں پر ادا کرتے رہیں؟ جو تعریف وشکر سمجھے بغیر صرف مطلب اور غرض کے تحت کی جاتی ہے اور دل میں عظمت و بڑائی کا احساس نہیں ہوتا اور اس کو عملی جامہ نہیں پہنایا جاتا وہ حقیقی شکر اور تعریف نہیں کہلاتی، ہمیں بھی اپنی حالت پر غور کرنا چاہئے کہ ہم بھی ان کلمات کا ذکر صرف اللہ تعالیٰ سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں سمجھ کر نہیں کرتے، ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور پہچان

حاصل ہوتی ہے اور توحید کا زبردست سبق ملتا ہے، جس سے انسان کی زندگی پر گہرے اثرات پڑتے ہیں، ان کلمات کے ذریعہ مسلمان دنیا کی دوسری قوموں کو اللہ تعالیٰ کا صحیح و خالص تعارف کروا کر صحیح و خالص عقیدہ کی دعوت دے سکتا ہے، اس لئے دوسری قوموں کے گمراہ عقائد کو درست کرنے کے لئے بھی مسلمان ان کلمات کو شعور کے ساتھ ادا کرے اور ان کلمات کا بار بار اپنی گفتگو میں اور بول چال میں اظہار واقرار کر کے دنیا کے دوسرے انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی پاکی، بڑائی اور کمالات وخوبیوں کی تعلیم دیتے رہیں، مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ بار بار اپنی گفتگو میں جان بوجھ کر دعوت کی غرض سے اللہ تعالیٰ ہی کی بڑائی، حمد وثناء، تعریف وشکر کے الفاظ ادا کرنے کے لئے ان کلمات کا استعمال کریں تاکہ دنیا کی دوسری قومیں ان کلمات کی برکت سے متاثر ہوجائیں اور سوچنے پر لگ جائیں، اس لئے کہ وہ اپنی گفتگو میں اللہ کی تعریف اور بڑائی اس طرح نہیں کرسکتے، مگر مسلمانوں کا عالم یہ ہے کہ وہ اپنی گفتگو غیر مسلموں جیسی ہی کرتی ہیں، جس طرح غیر مسلم اللہ تعالیٰ کی تعریف، حمد، بڑائی، شکر، احسان اور مدد کا ذکر کئے بغیر گفتگو کرتے ہیں بالکل اسی طرح مسلمان بھی غفلت و بے شعوری کی گفتگو کرتے ہیں، ان کو اس کا ہوش ہی نہیں کہ وہ داعی، استاد اور ڈاکٹر بنا کر اس دنیا میں رکھے گئے ہیں۔

☆ دین کی تعلیم میں مسائل کی تعلیم سے پہلے ایمان کی تعلیم دیجئے، وضو، غسل، نماز، روزہ تجوید کے مسائل یاد دلانے سے ایمان پیدا نہیں ہوتا، ایمان کے لئے باقاعدہ ایمانیات کی تعلیم دی جائے، اس لئے تعلیم الاایمان کے تمام حصے پڑھئے اور پڑھایئے۔

☆ ایمان جڑ ہے اور اعمال پتّے، ڈالیاں اور پھل پھول ہیں، جس طرح جڑوں کے بغیر پتّے، ڈالیاں اور پھل پھول نہیں آتے اور بنیاد کے بغیر عمارت ٹھہر نہیں سکتی اسی طرح ایمان کے بغیر اعمال صالحہ پیدا نہیں ہوتے اور دین میں پختگی نہیں آتی، ایمان جیسا ہوگا اعمال بھی ویسے ہی نکلیں گے۔

ہر طرح کی حمد و ثناء اور تعریف صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے

سُبۡحَانَ اللّٰهِ

(اللہ تعالیٰ پاک اور بے عیب ہے)

ایمان لانے کے لئے اس طرح مانے بغیر اللہ پر ایمان صحیح نہیں ہوتا:

☆ اللہ تعالیٰ کو پاک اور بے عیب مانا جائے۔

☆ ہر قسم کے عروج و زوال سے پاک مانا جائے۔

☆ ہر قسم کی حاجتوں اور محتاجیوں سے پاک مانا جائے۔

☆ اور ہر قسم کے شرک سے پاک مانا جائے۔

انسان اِس دنیا میں مختلف مخلوقات کے ساتھ اسباب کی مدد سے زندگی گذارتا ہے اور اسباب کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتا، چونکہ انسان اسباب کا محتاج ہے اور وہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ پوری دنیا بھی اسباب پر چل رہی ہے، اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی یہ تصور قائم کر لیتا ہے کہ وہ بھی اسباب کا محتاج ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ اسباب کا بالکل محتاج نہیں اِسی تصوّر کی وجہ سے دنیا میں سینکڑوں انسان گمراہ ہو گئے، اور انہوں نے اللہ کے ساتھ گندے اور ناپاک عقیدے قائم کر لئے، نیز اپنی جیسی خرابیوں محتاجیوں اور عیبوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ چسپاں کر دیئے؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس طرح کا خیال اور عقیدہ رکھنا غلط اور گمراہی ہے، اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ انسان سبحان اللہ کا اقرار کر کے اپنے مالک اور پروردگار کو ہر قسم کے عیبوں اور محتاجیوں، خرابیوں اور شرک سے پاک مانے اور اللہ کے ساتھ پاکیزہ اور صحیح عقیدہ رکھے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ:۔اللہ تعالیٰ پاک ہے۔کس سے؟
پیدائش اور موت جیسی حالتوں سے

پیدا ہونا اور مرنا ایک نقص ہے، اور یہ نقص مخلوقات میں ہوتا ہے، جس کی عمر محدود ہو وہ پیدا ہوتا اور مرتا ہے، اللہ تعالیٰ پیدائش اور موت جیسی حالتوں سے پاک ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اُسکو موت نہیں، جو پیدا ہوتا ہے اور جو مرتا ہے وہ خدا نہیں ہوتا، اِس لئے **سبحان اللّٰہ** کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے پیدائش اور موت سے، جب کچھ بھی نہیں تھا وہ تھا اور جب کچھ بھی نہیں رہے گا تو وہ رہے گا۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ:۔اللہ تعالیٰ پاک ہے، کس سے؟
مخلوقات کی طرح جسم اور جسم کے اعضا سے!

جاندار مخلوقات کو کام کاج کرنے کے لئے جسم اور مختلف اعضاء چاہئے، وہ جسم اور جسم کے اعضاء کے محتاج ہیں بغیر اعضا کے کچھ بھی نہیں کر سکتیں، اگر کسی کو آنکھ نہ ملے تو وہ دیکھنے سے مجبور، کسی کو ہاتھ نہ ملے تو وہ پکڑنے اور کام کاج کرنے سے مجبور، کسی کو کان نہ ملے تو سننے سے مجبور، کسی کو زبان نہ ملے تو بات کرنے سے مجبور، گویا جسم اور جسم کے اعضاء کا نہ ملنا محتاجی و مجبوری ہے، مخلوقات کو جسم اور جسمانی اعضاء کی ضرورت ہے مگر اللہ تعالیٰ ایسی محتاجی اور مجبوری سے پاک ہے، وہ بغیر آنکھوں کے دیکھ سکتا ہے، بغیر کانوں کے سن سکتا ہے بغیر زبان کے بات کر سکتا ہے، بغیر ہاتھوں کے پکڑ سکتا ہے۔

جو مخلوقات کی طرح جسم اور جسم کے اعضاء کی حاجت رکھتا ہے وہ خدا نہیں ہوتا، جسم کو باقی رکھنے کے لئے خون چاہئے، خون میں اُتار چڑھاؤ آتا ہے، اور دورانِ خون کا انحصار دل کی حرکت پر ہوتا ہے یہ سب محتاجی کی حالت ہے پھر خون بننے کے لئے آکسیجن چاہئے، اور جاندار مخلوقات کا جسم بغیر ہوا کے باقی نہیں رہ سکتا۔ جاندار مخلوقات کا جسم

بچپن، جوانی اور بوڑھاپا جیسی حالتوں سے گذرتا ہے، اس میں عروج وزوال آتا ہے اور آخری عمر بوڑھاپے میں جسم ناکارہ ہوجاتا ہے، جسم میں تغیرات آتے ہیں، یہ سب محتاجی ہم کو اور جاندار چیزوں کو ہے، اللہ تعالیٰ ایسی محتاجی سے پاک ہے **سُبْحَانَ اللّٰہ۔**

سُبْحَانَ اللّٰہِ: اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ کس سے؟
نیند، اونگھ اور تھکاوٹ سے

نیند اور اونگھ کا ہونا ایک ضرورت ہے، اور یہ ضرورت صرف اسی کو ہوتی ہے جو جسم اور جسمانی اعضاء کے ذریعہ محنت ومشقت کرتا ہے، اگر انسان کو نیند نہ ملے تو بیمار ہوکر بعض حالتوں میں پاگل بھی ہوجاتا ہے، تھکاوٹ کی وجہ سے نیند آتی ہے اور نیند کے ذریعہ تھکاوٹ دور ہوتی ہے، انسان اور دوسرے جانداروں کو محنت ومشقت کا بوجھ اُتارنے اور تازہ دم ہونے کے لئے نیند اور اونگھ چاہئے اللہ تعالیٰ کو ایسی کوئی حاجت نہیں وہ نیند اور اونگھ سے پاک ہے، اس کو تھکاوٹ نہیں ہوتی، جس کو تھکاوٹ ہوتی ہو اور جو نیند کا محتاج ہو وہ اللہ نہیں ہوسکتا ہے، مخلوق کو تھکان اور نیند آتی ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ:۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے، کس سے؟
کھانے پینے جیسی حاجتوں سے

کھانا پینا ایک ضرورت اور محتاجی ہے، زندگی کو باقی رکھنے کے لئے کھانا پینا ضروری ہے، اور غذا نہ ملے تو موت واقع ہوجاتی ہے، چنانچہ یہ حاجت تو ہم جیسی مخلوقات کو ہے ہم کھانے پینے کے محتاج ہیں، غذا، ہوا اور پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے اللہ تعالیٰ ایسی حاجتوں اور محتاجیوں سے پاک ہے، **سبحان اللّٰہ !** دنیا کی دوسری قومیں خدا کے ساتھ کھانے پینے کا عقیدہ رکھ کر میوہ، مٹھائی اور کھانے پینے کی چیزیں پوجاپاٹ میں رکھتی ہیں، جو کھانے پینے اور سانس لینے کا محتاج ہو وہ خدا نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ کھانے پینے کی چیزیں اور ہوا پانی نہ ملے تو موت واقع ہوجاتی ہے

سُبْحَانَ اللّٰهِ: اللہ تعالیٰ پاک ہے، کس سے؟
بیوی بچوں اور اہل وعیال سے

یہ بھی ایک گندہ اور ناپاک عقیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ مخلوقات کی طرح نہیں کہ اُسے بیوی بچوں کی حاجت ہو، بیوی بچوں کا ہونا ایک عیب اور محتاجی ہے، انسان کے لئے بیوی بچوں کا ہونا ضروری ہے، دوسری وجھوں کے ساتھ اِنسان کے لئے بیوی بچوں کا ہونا اس لئے بھی ضروری ہے کہ انسان پر موت بھی آتی ہے، موت کے بعد دنیا میں اُسکی نسل باقی رکھنے کے لئے بیوی بچوں کا ہونا ضروری ہے، ورنہ موت کے ساتھ ہی اسکی نسل ختم ہو جائیگی اللہ تعالیٰ کو موت نہیں، وہ پیدائش اور موت سے پاک ہے، اُسکو نہ کسی نے جنا اور نہ اس نے کسی کو جنا، اُس کا نہ کوئی باپ ہے اور نہ وہ کسی کا باپ ہے وہ ہمیشہ سے اکیلا ہے اور ہمیشہ اکیلا ہی رہے گا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیوی بچوں کا تصوّر محض الزام اور بے ہودہ اور فاسد عقیدہ ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ: اللہ تعالیٰ پاک ہے، کس سے؟
مشیروں کی مدد لینے سے

انسان دنیا میں دیکھتا ہے کہ ایک چھوٹی سی ریاست کو چلانے کے لئے وزیر اور منسٹر چاہیئے، جو بادشاہ اور صدر کو مشورہ دیں اور انتظامات میں مدد کریں، تو وہ اللہ کی حکومت کو بھی انسانی حکومت کے مشابہ سمجھتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ اتنی بڑی کائنات کو اللہ اکیلے کیسے چلائے گا؟ لہٰذا اس نے مختلف کام مختلف چھوٹے چھوٹے خداؤں کو دے رکھا ہے، جس کی وجہ سے بارش کا خدا الگ، آسمانوں کا خدا الگ، زمین کا خدا الگ، ہواؤں کا خدا الگ، پیدا کرنے والا خدا الگ، مارنے والا خدا الگ مان رکھا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط عقیدہ ہے، اللہ تعالیٰ دنیا کے بادشاہوں کی طرح کوئی مجبور ومحتاج نہیں اور نہ کسی نے اسکو حکومت دی ہے اور نہ کوئی اس پر حملہ کرسکتا ہے، وہ اپنی قوت وطاقت اور قدرت وحکومت

میں اکیلا ہے، اس کو اپنی حکومت چلانے کے لئے نہ منسٹر چاہئے نہ وزیر اور نہ فوج اور نہ پولیس اور نہ ہتھیار، وہ ایسی تمام مجبوریوں اور محتاجیوں سے پاک ہے، **سُبْحَانَ اللّٰه!**

سُبْحَانَ اللّٰہِ:۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے، کس سے؟ اسباب کی محتاجی سے

دنیا میں انسان بغیر اسباب کے کوئی کام نہیں کرسکتا، مگر اللہ تعالیٰ اسباب کا محتاج نہیں، وہ اسباب کے ذریعہ بھی کام کرتا ہے اور بغیر اسباب کے ذریعہ بھی، اس کو اسباب کی محتاجی نہیں اللہ تعالیٰ اسباب کی محتاجی سے پاک ہے سُبحان اللہ، جب یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیب، نقص اور مجبوریوں اور محتاجیوں سے پاک ہے تو پھر غور کرو۔

کیا وہ بغیر ماں اور باپ کے انسان کو پیدا نہیں کرسکتا؟

بے شک پیدا کرسکتا ہے، اس کو کوئی بھی کام کرنے میں رتی برابر مشکل اور پریشانی نہیں وہ جس چیز کو جیسا چاہے پیدا کرسکتا ہے، اس نے حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اور اس کو کوئی دقت پیش نہیں آتی **سُبْحَانَ اللّٰه**۔

کیا اللہ تعالیٰ بغیر باپ کے صرف ماں سے انسان کو پیدا نہیں کرسکتا؟

بے شک پیدا کرسکتا ہے، اس کو کوئی مجبوری نہیں وہ بغیر باپ کے حضرت عیسیٰؑ کو صرف ماں حضرت مریم سے پیدا کیا، سُبحان اللہ اس کی قدرت میں کوئی چیز مشکل نہیں، وہ ہر روز اناج، ترکاریوں، پھلوں میں بغیر ماں باپ کے کیڑے پیدا کرتا ہی رہتا ہے۔

کیا اللہ تعالیٰ پہاڑ میں سے اونٹنی نہیں نکال سکتا؟

بے شک نکال سکتا ہے، اس نے حضرت صالح علیہ السلام کے زمانے میں پہاڑ میں سے اونٹنی کو نکالا، سُبحان اللہ اس کی قدرت انسان کی سمجھ سے باہر ہے۔

انڈے پر غور کرو، اس میں کیا ہوتا ہے، اس میں ہوا نہیں جاسکتی ہے، وہ چاروں

طرف سے بند ہوتا ہے، اس کے اندر صرف سفیدی اور زردی ہی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اسی سفیدی اور زردی والے انڈوں میں سے ہر روز بچے نکالتا ہے تو پہاڑ میں سے اونٹنی نہیں نکال سکتا؟ بے شک نکال سکتا ہے، **سُبْحَانَ اللّٰہ!** وہ ہر قسم کی مجبوریوں سے پاک ہے۔

کیا اللہ تعالیٰ لکڑی کو اژدھا نہیں بنا سکتا؟

بے شک بنا سکتا ہے اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عصا کو اژدھا بننے کا حکم دیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اژدھا بن گئی، سُبحان اللہ، اللہ تعالیٰ جس کو جو بننے کا حکم دیتا ہے وہ وہی بن جاتا ہے، اُس کی قدرت میں کوئی چیز ناممکن نہیں، جب وہ زمین کو ہلا سکتا ہے، ہواؤں کو بغیر مشین کے تیز طوفانی بنا سکتا ہے، پانی کو موجوں اور سونامی میں تبدیل کر سکتا ہے، سورج، چانداور ستاروں کو ہر روز گردش کرا سکتا ہے، جانداروں کے جسم میں خون دوڑا سکتا ہے تو لکڑی کو اژدہا کیوں نہیں بنا سکتا، وہ ضرور بنا سکتا ہے۔

کیا اللہ تعالیٰ منٹوں اور سکنڈوں میں آسمانوں کی سیر نہیں کروا سکتا؟

بے شک اللہ تعالیٰ منٹوں اور سکنڈوں میں زمین اور آسمانوں کی سیر کروا سکتا ہے، وہ تو بے انتہا قدرت والا ہے، اس نے معراج کے موقع پر حضور اکرم ﷺ کو تھوڑی دیر میں بیت المقدس اور ساتوں آسمانوں کی سیر کرادی، **سُبْحَانَ اللّٰہ!** اسباب کے ہم محتاج ہیں، اللہ تعالیٰ اسباب کا محتاج نہیں، وہ ایک ہی سکنڈ میں کسی کو زمین سے آسمان پر لیجا سکتا ہے اور آسمان سے زمین پر لا سکتا ہے، حضرت جبرئیلؑ تو ہر روز آسمان سے زمین پر آتے جاتے ہیں، اور انسان آج سائنسی ترقی کے ذریعہ میلوں کا فاصلہ منٹوں اور سکنڈوں میں تیز رفتار راکٹ اور جہاز سے طے کر رہا ہے تو کیا انسانوں کا خالق آسمانوں کی سیر نہیں کروا سکتا؟ بے شک وہ ہر چیز پر ہر طرح سے قادر ہے، اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ۔

اسی طرح وہ اگر چاہے تو کسی کو بے موسم پھل دے سکتا ہے

اس نے بی بی مریم علیہا السلام کو بے موسم پھل عطا فرمائے، سُبحان اللہ وہ ہر قسم کی

قدرت رکھتا ہے اِسی طرح وہ اگر چاہے تو پہاڑ کی چٹان سے پانی کے چشمے نکال سکتا ہے، اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لئے پہاڑ کی چٹان سے بارہ چشمے نکالے، اِسی طرح اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو کسی کو بڑھاپے میں اولاد دے سکتا ہے، اُس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ذکریاؑ کو بڑھاپے اور ضعیفی میں اولاد دی، **سُبۡحَانَ اللّٰہ** اللہ تعالیٰ ہر قسم کی مجبوریوں سے پاک ہے، اِس کو کسی قسم کی محتاجی نہیں۔

اسی طرح وہ اگر چاہے تو کسی کو ہوا اور پانی پر چلا سکتا ہے

اس کو کوئی مجبوری نہیں اس نے حضرت موسیٰؑ اور ان کی قوم کو سمندر میں راستہ دے کر چلایا، **سُبۡحَانَ اللّٰہ!** اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں اِنسان کو وہ ہوائی جہاز کے ذریعہ ہوا میں اڑا رہا ہے، اور پانی پر بڑے بڑے جہاز تیرا رہا ہے اور پرندوں کو ہوا میں دوڑا رہا ہے۔

اسی کی قدرت سے مخلوقات پانی میں تیرتی اور ہوا میں اُڑتی ہیں **سُبۡحَانَ اللّٰہ**، اسی طرح اس نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں زندہ رکھا **سُبۡحَانَ اللّٰہ**، اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں وہ کسی کو آگ میں زندہ رکھ سکتا ہے۔ اور کسی کو مچھلی کے پیٹ میں زندہ رکھ سکتا ہے **سُبۡحَانَ اللّٰہ**، وہ ہر قسم کی قدرت رکھتا ہے، اس نے حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ میں زندہ اور محفوظ رکھا، یہ شان ہے اللہ تعالیٰ کی، ایسی شان والا کوئی نہیں، جانداروں کے پیٹ اور خون میں جراثیم اور کیچوئے تو بھرے پڑے رہتے ہیں۔

کیا اللہ غلطی کر سکتا ہے یا اس سے بھول چوک ہو سکتی ہے؟

بعض لوگ نادانی اور کم علمی اور اللہ کی صحیح پہچان نہ رکھنے کی وجہ سے یہ سوال بھی کرتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے کسی کام میں غلطی کر سکتا ہے یا اس سے بھول چوک بھی ہو سکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا سوال کرنا ہی غلط ہے، غلطی کرنا اور بھولنے کا تعلق نقص، عیب اور شر سے ہے، یہ سوال انسان کے تعلق سے کیا جا سکتا ہے، اس لئے کہ اس کی عقل ناقص اور وہ نقص، عیب اور شر کی صلاحیت رکھتا ہے، وہ بہت سارے کاموں میں غلطی کر

سکتا ہے، جس ذات میں عیب و نقص ہو وہ غلطی کرے گی، اس سے بھول چوک بھی ہوسکتی ہے، اللہ تعالیٰ تو سبحان ہے، ہر قسم کے عیب و نقص سے پاک ہے، اس کی کوئی صفت عیب اور نقص والی نہیں، اگر وہ غلطی کرے یا بھول چوک کرے تو یہ کائنات چل ہی نہیں سکتی، وہ کامل قدرت رکھنے والا ہے، غلطی اور بھول سے پاک ہے، اس کا کوئی کام غلط اور عبث نہیں ہوتا، وہ زبردست دانا اور حکیم ہے، وہ مخلوقات کی طرح نہیں، اس کی کوئی صفت مخلوق جیسی نہیں، عقل اس کی پیدا کردہ مخلوق ہے، وہ کسی کو کم اور کسی کو زیادہ دانائی اور عقل دیتا ہے۔

کیا اللہ تعالیٰ انسانوں کو دوبارہ پیدا نہیں کرسکتا؟

بے شک پیدا کرسکتا ہے؟ وہ تو ہر قسم کی مجبوریوں اور محتاجوں سے پاک ہے، سُبحان اللہ اسکی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں، وہ قیامت تک دنیا میں آنے والے تمام انسانوں کو آخرت کے دن دوبارہ زندہ کرے گا، جب وہ بار بار دن کو ختم کر کے رات لاتا ہے۔ بار بار زمین کو مردہ بنا کر زندہ کرتا ہے، تو انسان کو دوبارہ پیدا کرنا اس کے لئے مشکل کیوں ہے؟ وہ انسان کو دوبارہ پیدا کرے گا، اس کی قدرت میں کوئی مجبوری، محتاجی اور نقص نہیں، وہ ہر طرح سے قادر ہے اور ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے، جانداروں کو ہر روز نیند دے کر سلاتا ہے اور زندہ کرتا ہے۔ **سُبْحَانَ اللّٰہ!**

جو لوگ ایمان صحیح نہیں رکھتے یا شرک میں مبتلا رہتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کو ویسا نہیں مانتے جیسا پیغمبر نے بتلایا، بلکہ اپنی مرضی سے اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور افراط اور تفریط کا شکار ہوجاتے ہیں، چنانچہ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کو ماننے میں گندے خیالات اور گندے عقیدے پیدا کرلیتے ہیں، دُنیا کے ہزاروں لاکھوں انسان شیطان کے بہکاوے میں آ کر ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ گندے اور ناپاک عقیدے اپنے ذہن سے بنالیئے اور بنا رہے ہیں اور اگر ایمان کی تعلیم سے دور رہے، تو صحیح پہچان نہ ملنے سے مخلوقات جیسی خرابیوں، خامیوں، کمزوریوں، محتاجیوں، عیبوں اور نقائص کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کا پیدا کرنے والا ان کی اور دوسری مخلوقات کی

طرح بیوی، بچوں اور اہل و عیال والا، کھانے پینے کی حاجت رکھنے والا، جسم اور جسمانی اعضاء رکھنے والا اور دنیوی بادشاہوں کی طرح مشیروں اور ماتحتوں والا ہے، چنانچہ کسی نے کئی کئی چھوٹے چھوٹے خداؤں کا تصوّر قائم کرلیا اور کسی نے اللہ کے ساتھ اہل و عیال اور خاندان کا تصوّر قائم کر کے کئی کئی بیویاں بناڈالی اور کسی کو بیٹا اور کسی کو بیٹیاں بناڈالے اور کسی نے اللہ کا خیالی تصوّر قائم کر کے خیالی فوٹو اور خیالی مجسمے بناڈالے اور مخلوقات جیسے جسم کی حاجات بھی لگادی اور کسی نے اللہ کو کھانے پینے کی حاجت لگا کر اپنی پوجا پاٹ میں میوے، مٹھائیاں بھی رکھ دیں، غرض مشرک اور گمراہ انسانوں نے گمراہی میں آ کر مخلوقات کی بہت ساری حاجتوں، خامیوں، خرابیوں، اور عیبوں کو اللہ کے ساتھ جوڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ پیغمبروں پر وحی نازل کر کے انسانوں کو اپنی پاکی اور بے عیبی کی تعلیم دیا اور ہر قسم کے شرک سے پاک بتلایا چنانچہ ایک ایمان والا صبح شام ہر گھڑی اور ہر آن اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق سبحان اللہ کی تسبیح بار بار پڑھتا رہتا ہے اور دنیا کے دوسرے انسانوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی پاکی اور بے عیبی کا اعلان کرتا ہے اور دنیا کے دوسرے انسانوں کو سبحان اللہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تعارف کرواتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ گندے اور ناپاک عقیدے سے بچنے کی تعلیم دیتا ہے اور یہ بتلاتا ہے کہ وہ اپنے مالک اور پروردگار کو ہر قسم کے عیبوں اور نقائص اور شرک سے پاک مانتا ہے یہ سچائی ہے۔

مگر افسوس کہ مسلمانوں کو شعوری ایمان کی تعلیم نہ ملنے کی وجہ سے ایک مسلمان سبحان اللہ کی اس تسبیح کو بے شعوری سے پڑھتا ہے، اور اس کو معنیٰ مطلب ہی نہیں معلوم رہتا، وہ بس **سُبْحَانَ اللّٰهِ** اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** کے کلمات کو ثواب حاصل کرنے کی چیز ہی سمجھتا ہے، جس کی وجہ سے وہ بغیر سمجھے صرف رسمی انداز پر یہ کلمات پڑھتا رہتا ہے گویا وہ توپ سے مکھی مار رہا ہے اگر ایک مسلمان ان کلمات کا شعور حاصل کرلے گا تو وہ دل کی گہرائیوں سے ان کلمات کو بار بار اپنی زبان سے نکالے گا اور دنیا کے دوسرے انسانوں کے سامنے اپنے مالک و پروردگار کا صحیح تعارف سمجھا سکے گا اور اس کے دل کا ترانہ ہی **سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** اور **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** ہوجائے گا اس لئے ایک

مسلمان کو یہ کلمات کم سے کم اس شعور کے ساتھ بار بار پڑھتے رہنا چاہئے۔

سُبْحَانَ اللّٰہ: ۔یعنی اللہ پاک ہے، کس سے؟ ہر قسم کے شرک سے

سُبْحَانَ اللّٰہ: اللہ پاک ہے۔کس سے؟ ہر قسم کی خرابیوں سے

سُبْحَانَ اللّٰہ: ۔اللہ پاک ہے۔کس سے؟ ہر قسم کے عروج وزوال سے

سُبْحَانَ اللّٰہ: اللہ پاک ہے۔کس سے؟ ہر قسم کی محتاجیوں اور مجبوریوں سے

سُبْحَانَ اللّٰہ: اللہ پاک ہے، کس سے؟ ہر قسم کے عیبوں اور نقائص سے

سُبْحَانَ اللّٰہ: ۔اللہ پاک ہے، کس سے؟ بیٹا، بیٹیوں اور اولاد سے

اولاد کی ضرورت تو اُس وقت ہوتی ہے جبکہ بوڑھاپے میں سہارا چاہئے، جانشین چاہئے اور نسل کو باقی رکھنے کا سلسلہ چاہئے۔مثلاً گائے، بکری، بھینس، کی عمر محدود ہوتی ہے اُن کو اولاد نہ ہو اور ایک مدت کے بعد وہ مرجائیں تو اُنکی نسل بالکل مٹ جاتی ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہ: اللہ پاک ہے، کس سے؟ بیوی سے، بیوی کی حاجت اُسی کو ہوتی ہے جو نفسانی خواہش رکھتا ہے جس کو نفس ہے اور بیوی کی ضرورت ایک قسم کی محتاجی اور مجبوری وعیب ہے اللہ کو کوئی عیب اور مجبوری ومحتاجی ہی نہیں وہ مخلوقات کی طرح رشتے ناطوں سے پاک ہے اس نے نہ کسی کو جنا اور نہ کوئی اس کو جنا، وہ ہر ایک کی تخلیق کرتا ہے جنتا نہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہ: ۔اللہ پاک ہے، کس سے؟ ماں باپ جیسے رشتے ناطوں سے

سُبْحَانَ اللّٰہ: ۔اللہ پاک ہے، کس سے؟ مخلوقات جیسے جسم اور جسمانی اعضاء کی حاجت سے، جسم اور جسمانی اعضاء ایک عیب اور نقص کی علامت ہیں، انسان آنکھ رکھ کر بغیر سورج کی روشنی کے دیکھ نہیں سکتا، اب ایسی صورت میں انسان آنکھوں، سورج اور روشنی کا محتاج ہو گیا جبکہ آنکھیں، سورج، روشنی مخلوق ہیں، مخلوق مخلوق کی محتاج تو ہوسکتی ہیں مگر اللہ مخلوق کا محتاج کیسے ہوگا؟ اور اگر اللہ مخلوق کا محتاج ہو جائے تو وہ اللہ نہیں۔

جسم بغیر غذا کے پل نہیں سکتا، بھوک پیاس کا لگنا بھی ایک عیب، سانس لینا بھی ایک عیب ہاتھوں پیروں کا ہونا بھی ایک عیب ومحتاجی ہے، غذا، بھوک، پیاس ہوا، ہاتھ پیر

مخلوق ہیں، اللہ مخلوق کا محتاج نہیں ہوتا اور جو مخلوق کا محتاج ہو وہ اللہ نہیں ہوتا۔

سُبْحَانَ اللّٰه: اللہ پاک ہے، کس سے؟ مخلوقات کی طرح ہاتھوں پیروں سے

سُبْحَانَ اللّٰه: اللہ پاک ہے، کس سے؟ مخلوقات کی طرح دل ودماغ سے۔

سُبْحَانَ اللّٰه: اللہ پاک ہے، کس سے؟ بھوک پیاس جیسی حاجتوں سے۔

سُبْحَانَ اللّٰه: اللہ پاک ہے، کس سے؟ پیدائش اور موت جیسی حالتوں سے

سُبْحَانَ اللّٰه: اللہ پاک ہے۔ کس سے؟ بچپن، جوانی اور بڑھاپے سے، یہ سب عروج و زوال کی کیفیت ہے، عروج وزوال مخلوقات میں آتا ہے خالق میں نہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰه: اللہ پاک ہے، کس سے؟ مخلوقات جیسی شکل وصورت، تصویروں سے اس کی کوئی نظیر اور مثال ہی نہیں۔ تصویر اُس کی بنائی جاسکتی ہے جس کو دیکھا گیا ہو بغیر دیکھے تصویر بنانا بے وقوفی اور گمراہی ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰه :۔ اللہ پاک ہے، کس سے؟ دکھ، درد اور بیماریوں سے، دکھ، درد اور بیماریوں کو دینے اور لینے والا تو اللہ ہی ہے اس کو دکھ، درد اور بیماریاں اور موت آجائے تو وہ اپنی مخلوقات کی دیکھ بھال اور حفاظت کیسے کرے گا؟

سُبْحَانَ اللّٰه :۔ اللہ پاک ہے، کس سے؟ نینداور اونگھ اور تھکان جیسی حالتوں سے جو پوری کائنات کے ذرہ ذرہ کی پرورش کرنے والا ہے وہ اگر سو جائے یا تھک جائے یا اونگھتا رہے تو کائنات کی چیزوں کی پرورش اور اُنکی ضرورتوں کو کون پوری کریگا؟ نیند تو ایک قسم کی موت اور مخلوق ہے نیند، اونگھ اور تھکان تو عیب اور نقص کی علامتیں ہیں جو مخلوقات میں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔ **سُبْحَانَ اللّٰه**۔

سُبْحَانَ اللّٰه :۔ اللہ پاک ہے، کس سے؟ علم کی کمی اور زیادتی سے وہ تو علیم ہے اس کا علم ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس کے علم میں کمی وزیادتی اور بھول آجائے تو مخلوقات کو علم کیسے ملے گا؟ وہ تو تمام مخلوقات کا ہادی و معلم ہے وہ اگر علم کی کمی وزیادتی یا بھول میں مبتلا ہو جائے تو مخلوقات کو ہدایت کیسے ملے گی؟ وہ تو علم کا منبع وخزانہ ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰه :۔ اللہ پاک ہے۔ کس سے؟ اسباب کی محتاجی سے، وہ بغیر اسباب کے

سب کچھ کرسکتا ہے، اس کو زمین، آسمان، سورج، چاند وغیرہ بنانے کے لئے نہ مزدوروں کی ضرورت تھی، نہ روپے پیسے کی اور نہ مٹیریل، اینٹ، سمنٹ اور پتھر کی، وہ کلمہ ''کُن'' کے ذریعہ بغیر اسباب کے سب کو پیدا فرماتا ہے، مخلوقات اسباب کی محتاج ہیں ہم بغیر اسباب کے کچھ نہیں کرسکتے، اگر وہ بھی اسباب کا محتاج ہوجائے تو خالق میں اور مخلوق میں فرق ہی باقی کیا رہا، وہ تو خالق ہے اسباب کا محتاج نہیں، بغیر اسباب کے وہ سب کچھ بناتا اور پیدا کرتا ہے، کائنات کا ذرہ ذرہ اُسی کا محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں۔

اسی طرح کائنات کی ہر چیز میں عروج وزوال آتا ہے وہ بچپن، جوانی اور بوڑھاپے جیسی حالتوں یا ابتداء وانتہاء جیسی حالتوں سے گذرتیں ہیں، اُن میں تغیرات آتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ایسی تمام کیفیات سے پاک ہے اُس میں کوئی عروج وزوال نہیں، وہ ہمیشہ سے جیسا ہے ہمیشہ ویسا ہی رہے گا۔

سُبْحَانَ اللّٰہ: اللہ پاک ہے، کس سے؟ ہر قسم کی مدد لینے اور مشورہ دینے والے مشیروں اور مددگاروں سے، دنیا کے بادشاہ وصدر بغیر وزیر، فوج، پولیس اور ہتھیاروں کے نہ حکومت کرسکتے اور نہ اپنی حکومت کی اور خود کی حفاظت کرسکتے ہیں، ان کو اپنی حفاظت کے لئے باڈی گارڈ، سی آئی ڈی اور پولیس کی ضرورت ہوتی ہے، مگر اللہ تعالیٰ کو ایسی کوئی چیز کی بھی ضرورت نہیں وہ اپنی تمام مخلوقات پر ہر قسم کی قدرت رکھتا ہے اور بغیر پولیس اور فوج کے جو چاہے کرسکتا ہے وہ اپنی سلطنت میں یکتا اور تنہا ہے کوئی اس سے بغاوت نہیں کرسکتا اور نہ اس کی مشیت کے خلاف چل سکتا ہے، سبحان اللہ: اللہ پاک ہے ایسی محتاجی سے، اس کو اپنی حفاظت کے لئے نہ پولیس اور فوج اور نہ ہتھیار چاہئے اور نہ مدد کے لئے کسی وزیر کی ضرورت ہے، محتاج، مجبور، نقائص، سے بھرپور ہم اور تمام مخلوقات ہیں، اللہ تعالیٰ ہر قسم کی محتاجی، مجبوری، نقائص اور شرک سے پاک ہے **سُبْحَانَ اللّٰہ**۔

اِسی طرح ہر روز نماز کی ہر رکعت کے رکوع اور سجدہ میں سبحان اللہ کی تسبیح کو بار بار پڑھا کر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ شعور دے رہا ہے کہ وہ ہر قسم کی خرابیوں اور کمزوریوں سے پاک ہے اور ایک ایمان والا ہر روز اس کا اقرار کرتا ہے۔

دنیا کے بادشاہ اور صدر اپنے اپنے ملکوں کے انتظامات کے مختلف شعبوں میں مجبور محتاج، بے بس، اور عاجز رہتے ہیں، کہیں وہ رعایا کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں اور کہیں ان کی حفاظت اور مدد کرنے میں اور کہیں اُنکے دکھ درد بیماریوں اور مصیبتوں کو دور کرنے میں، کہیں وہ عدل وانصاف کرنے میں اور کہیں اُن کی پکار، آواز اور حاجت وضرورت کو سننے میں مجبور ومحتاج اور عاجز رہتے ہیں مثلاً زلزلہ آجائے تو روکنے میں مجبور، قحط پڑ جائے تو دور کرنے میں مجبور، طوفان اور طغیانی آجائے تو بچانے میں مجبور، بارش نہ ہو تو پانی برسانے میں مجبور، رعایا مرجائے تو موت سے بچانے میں مجبور، خود بادشاہ کی اولاد مرجائے تو اس کو موت سے بچانے میں مجبور، کسی اندھوں بہروں کو دیکھنے اور سننے کی طاقت دینے میں مجبور، خود اُس کی بادشاہت چلی جائے تو تخت کو بچانے میں مجبور، مگر کائنات کا شہنشاہ اپنی قدرت، اپنی تخلیق، اپنی ربوبیت اپنی حاکمیت اپنے عدل وانصاف اور اپنی رحمت، اپنی ستّاری، اپنی غفّاری اور اپنی مخلوقات کی پرورش ونگہداشت میں مجبور ومحتاج نہیں اور نہ بے بس وعاجز ہے اُسی کے حکم سے قحط، طوفان، زلزلے، بیماریاں، آتی جاتی ہیں، وہ کسی کو بے موسم پھل دے سکتا ہے اور کسی کو بوڑھاپے میں اولاد دے سکتا ہے اور بغیر نر اور مادہ کے انسان یا کسی بھی مخلوق کو پیدا کرسکتا ہے اور کسی کو کسی بھی وقت دوبارہ زندہ کرسکتا ہے غرض یہ کہ وہ اپنی قدرت میں کسی بھی طرح مجبور ومحتاج اور بے بس اور عاجز نہیں وہ ہر قسم کی مجبوریوں اور محتاجیوں سے پاک ہی پاک ہے، گویا ایک ایمان والا اپنے مالک کی پاکی کا اس انداز سے اعتراف کرتا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہ:۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے، کس سے؟ ہر قسم کی تخلیق کی مجبوریوں محتاجیوں اور کمزوریوں اور بے بسی سے۔

سُبْحَانَ اللّٰہ:۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے، کس سے؟ مخلوقات کی ربوبیت، پرورش ونگہداشت اور اُنکی ضرورتوں کو پورا کرنے کی مجبوری ومحتاجی اور کمزوریوں سے۔

سُبْحَانَ اللّٰہ:۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے، کس سے؟ پوری کائنات کے ذرّہ ذرّہ پر حکومت کرنے میں مجبوری ومحتاجی سے۔

سُبۡحَانَ اللّٰہ :۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے، کس سے؟ پوری کائنات کے ذرّہ ذرّہ پر مکمل قدرت رکھنے کی مجبوری ومحتاجی سے

سُبۡحَانَ اللّٰہ :۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے، کس سے؟ اپنی مخلوقات پر رحمت برسانے اور اُنکی مدد کرنے کی مجبوریوں اور محتاجیوں سے۔

سُبۡحَانَ اللّٰہ :۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے، کس سے؟ اپنی مخلوقات کو دوبارہ زندہ کر کے اُنکا حساب لینے اور جزاء وسزا کے دینے میں مجبوری ومحتاجی سے۔

سُبۡحَانَ اللّٰہ :۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے، کس سے؟ اپنی خدائی میں دوسروں کی شراکت اور مدد لینے کی مجبوری ومحتاجی سے، اس کے علاوہ ہم سبحان اللہ کے ذریعہ یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ جتنا انسان اور دوسری مخلوقات اللہ تعالیٰ کی پاکی جانتے، پہنچانتے اور مانتے ہیں اُن تمام چیزوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ پاک اور بے عیب ہے جس کو ہم نہیں جانتے، اللہ تعالیٰ کی پاکی اور بے عیبی کو بیان کرنا مخلوقات کے بس کی بات نہیں، وہ اللہ کی پاکی بیان کرنے میں عاجز ہیں۔ بس اللہ تعالیٰ ہی نے اپنی پاکی بیان کرنے کا آسان، عمدہ، اور اعلیٰ جو طریقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسان کو سکھایا ہے وہ **سُبۡحَانَ اللّٰہ** ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی لڑکیوں کو شادی سے پہلے، شادی کی بعد والی زندگی کی تربیت کرنا ہو اور دشوار حالات اور مصیبتوں سے بچانا ہو اور بہترین زندگی دینا چاہتے ہوں تو ہماری کتاب ’’شادی کے بعد زندگی کیسے گذاریں؟‘‘ پڑھائیے، تاکہ وہ شادی سے پہلے شادی کے بعد والی زندگی کا شعور حاصل کرلیں اور ناسازگار اور دشوار حالات میں کامیاب اور پُرسکون زندگی گذار سکے۔
یہ کتاب ہندی اور تلگو زبان میں بھی دستیاب ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰه

(ساری تعریف اور شکر کے لائق اللہ تعالیٰ ہی ہے)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے معنیٰ یہ ہیں کہ تمام تعریف اور شکر کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** تعریف اور حمد کے لئے بھی بولا جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے بھی بولا جاتا ہے، اس کلمہ کے ذریعہ انسان خالص اکیلے اللہ ہی میں کمالات و خوبیوں کا اعتراف کر کے تعریف کر رہا ہے کہ اُس جیسا کمال اور خوبی کسی میں نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی تعریف اور حمد کے لائق ہے

دنیا کی چیزوں میں کمال اور خوبی دیکھ کر انسان متاثر ہوتا ہے اور ان چیزوں کی تعریف کرتا ہے، چنانچہ دنیا میں جن جن چیزوں میں خوبی اور کمال یا حُسن اور خوبصورتی نظر آتی ہے تو اِنسان ان کی تعریف کرتا ہے اب غور یہ کرنا ہے کہ کیا حقیقت میں دنیا کی چیزیں تعریف کے لائق ہیں، یا اُن کا بنانے والا تعریف کے لائق ہے۔

دنیا میں جہاں کہیں بھی کسی چیز کی تعریف سمجھ کر کی جائے یا بغیر سمجھے کی جائے؛ اس تعریف کا حقیقی حقدار صرف کائنات کا خالق اکیلا اللہ تعالیٰ ہے، تعریف کی حقدار وہ چیز نہیں ہے جس کی تعریف کی جارہی ہے، اب اچھی طرح سمجھئے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟

کائنات کی کسی چیز میں اس کا اپنا ذاتی کوئی کمال اور خوبی نہیں

تمام تعریف کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ اس لئے ہے کہ کائنات کی کسی چیز میں اُن کا اپنا کوئی ذاتی کمال اور خوبی نہیں، سب کچھ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور دین

ہے، عقلمند اور سمجھدار انسان جب چیزوں میں خوبی اور کمال دیکھتا ہے تو وہ پہچان لیتا ہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا کمال اور خوبی ہے، چیز کا کوئی کمال نہیں، بیوقوف اور نادان انسان چیزوں میں کمال اور خوبی دیکھ کر اس کو چیزوں ہی کا ذاتی کمال اور خوبی سمجھتا، چیزوں ہی کی تعریف کرتا اور چیزوں ہی کا دیوانہ بن جاتا ہے، انسان کی یہ سب سے بڑی کمزوری ہے کہ وہ جس چیز میں بھی طاقت، کمال اور خوبی دیکھتا ہے اُسکے آگے جھک جاتا ہے، اس سے ڈرتا ہے، اسی کو سب کچھ سمجھتا ہے، اُسی سے بننے اور بگڑنے کا تصور قائم کر لیتا ہے، وہ نہیں سوچتا کہ یہ کمال، قوت اور خوبی دراصل مالک کائنات کی ہے جو چیزوں کے ذریعہ ظاہر ہو رہی ہے، چنانچہ وہ مالک کو چھوڑ کر چیزوں کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے۔

انسانوں میں جو لوگ ایمان والے ہوتے ہیں وہ چیزوں کی تعریف نہیں کرتے بلکہ **الحمد للّٰہ** کہتے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں، اور جو لوگ ایمان سے محروم ہوتے ہیں یا صحیح ایمان نہیں رکھتے، وہ چیزوں ہی میں گم ہو کر چیزوں کی بڑائی کرتے ہیں اور چیزوں ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں، چیزوں ہی سے بننے بگڑنے کا تصوّر رکھتے ہیں۔

انسانوں کی گمراہی کا یہ حال ہے کہ انہوں نے اپنے جیسے نقائص، عیبوں اور محتاجیوں کو اللہ کے ساتھ چسپاں کر دیا اور اللہ کے کمالات اور خوبیوں کو مخلوقات کے ساتھ لگا دیا، اللہ پر ایمان لانے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اسی کو ہر طرح کی تعریف کے لائق سمجھا جائے۔

سوال:۔ اللہ تعالیٰ ہی تعریف کے لائق کیوں ہے؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ ہی تعریف کے لائق اس لئے ہے کہ مخلوقات میں جو کچھ بھی کمال، خوبی، حسن اور اچھائی ہے، وہ ان کی اپنی ذاتی نہیں؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطاء اور دین ہے، اس لئے مخلوقات تعریف کے لائق نہیں، بلکہ مخلوقات کا بنانے والا اصل تعریف کا مستحق ہے، اللہ ہی کا کمال اور خوبی ان سے ظاہر ہوتی ہے۔

سوال:۔ گائے، بکری، اور بھینس دودھ دیتی ہیں تو اب بتلاؤ تعریف کی مستحق گائے، بکری، بھینس ہیں یا اللہ تعالیٰ؟

جواب:۔ ذرا غور کرو گائے، بھینس، بکری، اونٹ تو صرف دودھ دینے والی مشینیں

ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ہری گھاس اور چارا کھلا کر ان کے جسم سے سفید دودھ نکال رہا ہے، گویا ان کے جسم سے دودھ کی شکل میں دہی چھانچ گھی، مسکہ اور بالائی نکال رہا ہے، جو انسانوں کی بہت بڑی ضروریات میں سے ہیں، جب یہ جانور چارا اور گھاس کھاتے ہیں تو وہ چارا اور گھاس معدے میں ہضم ہو کر کچھ خون اور کچھ گوبر میں تبدیل ہو جاتا ہے، پھر اسی چارے اور گھاس سے دودھ بھی بنتا ہے، اور جانوروں کے گوبر اور خون کے درمیان سے دودھ نکلتا ہے، ذرا غور کرو یہی چارا اور گھاس نر جانور بھی کھاتے ہیں، مگر ان کے جسم میں دودھ کیوں نہیں بنتا؟ یا یہ بھی غور کرو کہ یہی چارا اور گھاس ہرن، زیبرا، نیل گائے، ہاتھی کی مادہ بھی کھاتے ہیں، ان جانوروں میں اتنا دودھ نہیں بنتا جتنا گائے، بھینس، بکری اور اونٹ میں بنتا ہے، ان کے علاوہ شیرنی، بلی، کتا گھاس اور چارا نہیں کھاتے، گوشت کھاتے ہیں، سوّر گندگی کھاتا ہے مگر ان کے جسم سے بھی سفید دودھ نکلتا ہے، مگر اتنا دودھ نہیں نکلتا ہے جتنا گائے، بھینس، بکری اور اونٹ سے نکلتا ہے، انسان کی ماں بھی دودھ، انڈے، گوشت، پھل پھلاری، ترکاریاں اور چاول اور گیہوں کھاتی ہیں، ان کے جسموں سے بھی سفید دودھ نکلتا ہے اور خوب نکلتا ہے، اس سے معلوم ہوا جو چیز انسانوں کی سخت ضرورت ہے وہ زیادہ مقدار میں نکلتی ہے، تو اب بتلاؤ کہ یہ کس کا کمال ہے؟ جانوروں کا یا اللہ تعالیٰ کا؟ بیشک یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا کمال ہے **الحمد للہ** جو ان کو ہری گھاس اور گوشت کھلا کر پاک وصاف اور سفید خوشبودار دودھ ان سے نکال رہا ہے، ایسا کمال والا کوئی دوسرا نہیں، **لا الٰہ الا اللہ۔**

تمام مخلوقات میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں ہی کو یہ آزادی دی ہے کہ وہ دودھ کی شکل بدل کر، دہی بنا لے، چھانچ، گھی اور بالائی بنالے اور پھر اس سے طرح طرح کے کھانے سالن اور مختلف مزیدار کھانے کی چیزیں تیار کر لے اور لسی و دیگر مشروبات وغیرہ بنالے، دودھ بیماروں اور بچوں کو پلا کر طاقتور بنائیں، اگر انسان اللہ کی اس نعمت پر غور کرے گا تو اس کے دل کی گہرائیوں سے شکر ادا کرنے کے لئے **الحمد للہ** نکلے گا۔

سوال:۔ مُرغی، چڑیا، کبوتر انڈے دیتے ہیں تو اب بتلاؤ کہ تعریف کے

لائق مرغی، چڑیا، کبوتر ہیں یا اللہ تعالیٰ؟

جواب:۔ جانوروں میں کسی جانور کے پیٹ میں انڈے بنتے ہیں اور کسی جانور کے پیٹ میں بچے بنتے ہیں، چنانچہ مرغی، کبوتر، چیل اور کوّا انڈے دیتے ہیں اوران پر بیٹھ کر انڈوں کو گرم رکھتے ہیں، مچھلی، مچھر اور مکھی پانی پر انڈے دیتے ہیں اور چیونٹی زمین کے سوراخوں میں، یہ تمام جانور ان کو نہ گرم رکھتے اور نہ انڈوں پر بیٹھتے ہیں، مگر دونوں جانوروں کے انڈوں سے بچے نکلتے ہیں، خرگوش، شیر، گھوڑا، گائے، بھینس، بکری جیسے جانور انڈوں سے نہیں بلکہ ماں کے پیٹ میں بن کر پیدا ہوتے ہیں، کسی کے پیٹ سے دو انڈے، کسی کے پیٹ سے پچاس اور سوانڈے نکلتے ہیں، اور کسی کے پیٹ سے ایک بچہ، کسی سے دودو یا چار پانچ بچے نکلتے ہیں، آخر یہ کس کا کمال ہے کہ کسی جانور کے پیٹ میں گئے بغیر، اور انڈا چاروں طرف سے بند ہونے کے باوجود بچہ بنا رہا ہے، اور کسی کے پیٹ میں انڈے بنا رہا ہے؟ یہ جانوروں کا کمال نہیں اللہ تعالیٰ کا کمال ہے الحمد للہ، بیشک اس جیسا کمال وقدرت کسی میں نہیں، **لا الہ الا اللّٰہ ۔**

مرغی، چڑیا، کبوتر، مور، طوطا دانہ اور پھل کھاتے ہیں، ان کے پیٹ سے سفید انڈے نکلتے ہیں، جس کے اندر پیلی زردی اور سفیدی ہوتی ہے، تمام پرندوں کے انڈوں میں ایک ہی رنگ کی پیلی زردی اور ایک ہی رنگ کی سفیدی ہوتی ہے، حالانکہ پرندے مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں، جب انڈوں سے بچے نکلتے ہیں تو ان پر کوئی رنگ نہیں ہوتا، مگر جیسے ہی پر نکلتے ہیں ماں باپ کے سارے رنگ آہستہ آہستہ ظاہر ہونا شروع ہوجاتے ہیں اور بچہ آہستہ آہستہ رنگین ہوجاتا ہے، گائے، بھینس، بکری اور دوسرے جانوروں کے بچے جب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں تو مختلف رنگ کے بالوں کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں، انسان کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو صرف کالے بال ہوتے ہیں، آخر ان میں مختلف رنگ کون بھر رہا ہے؟ کیا یہ خود بخود رنگین بن رہے ہیں یا کوئی انہیں خوبصورت ورنگین بنا رہا ہے؟ بیشک یہ صرف اللہ تعالیٰ کا کمال ہی کمال ہے، اس جیسا کمال کسی میں نہیں، **الحمد للّٰہ ۔**

وہ زندہ سے مردے کو اور مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے، وہ مرغی سے انڈے کو اور انڈے سے مرغی کو نکالتا ہے، چنانچہ وہ کسی انڈے سے چیونٹی، کسی سے مچھر و مکھی اور کسی سے مچھلی اور کسی سے مگر مچھ، کسی سے کبوتر، اور کسی سے کوّا وچیل نکال رہا ہے، یہ صرف اور صرف اسی کی قدرت ہے **الحمد للّٰہ**، یہ عجیب کمال ہے کہ انڈوں کو جانداروں کی غذا بھی بنایا اور بچے نکلنے کے قابل بھی بنایا، انڈوں کو مزیدار اور بے انتہاء طاقت حاصل کرنے کا ذریعہ بھی بنایا، ہر جانور کے گوشت اور ان کے اعضاء کی صلاحیت، مزا اور اثر الگ الگ رکھا، اس پر انسان غور کرے گا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے دل کی گہرائیوں کے ساتھ **الحمد للّٰہ** کہے گا۔

مختلف جانور مختلف قسم کی غذائیں کھاتے ہیں، اونٹ، بکری، گائے، بھینس، مرغی وغیرہ گھاس، پتہ بھی کھاتے اور دانہ بھی کھاتے ہیں، اونٹ تو کانٹے دار جھاڑیاں اور پودے کھاتا ہے، انسان پھلوں کو کھانے کے لئے ان کے چھلکوں کو نکال پھینکتا ہے، جانور چھلکے کھاتے ہیں جبکہ چھلکوں میں بھی مغز سے زیادہ طاقت ہوتی ہے، جانور جتنا چارا، گھاس اور جڑی بوٹیاں کھاتے ہیں ان میں کے زہریلے مادّے جانوروں کے پیٹ میں صاف ہو کر فضلہ بن جاتے ہیں جو انسان نہیں کھا سکتا تھا اور نہ انسان کا معدہ ان چیزوں کو ہضم کرسکتا ہے، پھر انسان جانوروں کے گوشت، دودھ اور انڈوں سے وہ تمام وٹامن حاصل کر لیتا ہے، مثلاً اونٹ کا دودھ اور پیشاب اور سانپ کے زہر سے انسان کی بعض مہلک بیماریوں کو دور کیا جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو بیماری میں مبتلا پا کر اونٹ کا پیشاب پینے کی ترغیب بھی دی، موجودہ تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ اونٹ کا دودھ، شکر کی شکایت کو دور کرنے کے قابل ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمالات ہیں، اس جیسی قدرت کسی میں نہیں، **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه**۔

اِسی لئے تعریف کے لائق صرف اکیلے اللہ تعالیٰ ہی کو ماننا اور **الحمد للّٰہ** کہنا چاہئے، اور **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** پڑھ کر یہ اقرار کرنا چاہئے کہ ایسا کمال کسی میں نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

سوال:۔ شہد کی مکھیوں سے شہد نکلتا ہے تو اب بتلاؤ تعریف کے لائق شہد

کی مکھیاں ہیں یا اللہ تعالیٰ؟

جواب:۔ جیسے دوسرے کیڑے ہوتے ہیں شہد کی مکھی بھی ایک کیڑا ہے، لیکن یہ پھولوں پر بیٹھ کر پھولوں کا رس چوستی ہے، اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو دراصل شہد نکالنے کی مشین بنایا ہے، تتلی اور دوسرے کیڑے بھی پھولوں پر بیٹھ کر رس چوستے ہیں مگر ان کیڑوں سے شہد نہیں نکلتا، صرف شہد کی مکھی سے ہی شہد نکلتا ہے، مکھیوں میں دو قسم کی مکھیاں ہوتی ہیں، ایک زہریلی مکھی اور دوسری شہد کی مکھی، زہریلی مکھی گندگی اور ناپاک چیزوں پر بیٹھتی ہے، مگر کس نے شہد کی مکھیوں کو حکم دیا کہ وہ گندگی پر نہ بیٹھیں، پاک صاف پانی پئیں اور پھولوں کا رس چوسیں، یہ دراصل شہد کی مکھی کا کمال نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کمال ہے کہ وہ شہد کی مکھی سے شہد نکال رہا ہے، اس لئے ہمیں چاہئے کہ شہد کی مکھی سے شہد نکلنے کو دیکھ کر **الحمد للّٰہ** کہیں، اللہ تعالیٰ ہی کو تعریف کا مستحق سمجھیں اور **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** کہہ کر یہ اقرار کریں کہ ایسا کمال وخوبی کسی میں نہیں، اس لئے تعریف کے لائق مکھی نہیں اللہ تعالیٰ ہے۔

سوال:۔ درختوں کو پھول، پھل لگتے ہیں جس کی وجہ سے انسانوں کو کھانے کے لئے پھل ملتے ہیں تو کیا درخت تعریف کے لائق ہیں یا اللہ تعالیٰ؟

جواب:۔ ایک ہی پانی، ایک ہی ہوا، اور ایک ہی زمین سے مختلف درخت اور پودے پیدا ہوتے ہیں حالانکہ پانی میں مزا مٹھاس اور کوئی رنگ نہیں ہوتا لیکن ان کے پھول اور پھل الگ الگ ہوتے ہیں، کسی کے پھولوں کی خوشبو اور رنگ کچھ ہوتا ہے اور کسی کا کچھ۔ یہی حال پھلوں کے رنگ اور لذت کا بھی ہے، کوئی پھل پیلا، کوئی لال کوئی ہرا ہوتا ہے کوئی میٹھا ہوتا ہے، کوئی کھٹّا ہوتا ہے، غور کرو یہ کس کا کمال ہے جو ایک ہی پانی اور ایک ہی ہوا اور ایک ہی زمین سے مختلف پھول اور پھل نکل رہے ہیں؟ یہ پودوں اور درختوں کا کمال نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کمال ہے درختوں اور پودوں کے بس میں نہیں کہ وہ غلہ، ترکاری اور پھل پھول سال بھر بلا ناغہ دے سکیں۔ خاص خاص موسموں میں ہر ایک کی پیداوار ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنی خاص حکمت اور منصوبہ کے تحت جس موسم میں جس پھل کی

ضرورت ہوتی ہے اس کو دنیا میں بھیجتا ہے، اور بعض وقت بعض چیزوں کی پیداوار روک بھی دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ بہت کم مقدار میں نکلتی ہیں، یہ کمال اور خوبی درخت اور پودوں کی نہیں اللہ تعالیٰ کی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ ہی تعریف کے لائق ہے **الحمد للّٰہ** ۔

اللہ تعالیٰ کا کمال دیکھو کہ وہ درخت سے بیج کو اور بیج سے درخت کو نکالتا ہے اور دنیا میں ایک درخت سے ہزاروں بیج نکال کر باغات آباد کرتا ہے، درختوں اور پودوں سے مختلف رنگوں کے پھول اور پھل کو ظاہر کرتا ہے، اگر ہم بیج کو پھاڑ کر دیکھیں گے تو کسی بیج میں نہ پھولوں کا رنگ اور نہ خوشبو ہوتی ہے اور نہ پھلوں کا مزا ہوتا ہے، درخت میں ڈالیاں لکڑی کی شکل میں اور پتّے ہوتے ہیں، لکڑی اور پتوں میں بھی کوئی پھولوں اور پھلوں جیسا رنگ، خوشبو اور مزا نہیں ہوتا ہے، وہ زیادہ تر ہرے رنگ کے ہوتے ہیں، پھر آخر پھلوں اور پھولوں میں مختلف رنگ، مختلف مزے کون بھر رہا ہے؟ ان میں کھٹّے پن کو دور کر کے مٹھاس کون ڈالتا ہے؟ کیا یہ کمال درخت اور پودوں کا ہے یا اللہ تعالیٰ کا؟ بیشک یہ کمال صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہے، اس لئے جب ہم ان باتوں پر غور کریں گے تو بے ساختہ دل کی گہرائیوں سے پکار اٹھیں گے اور اقرار کریں گے کہ **لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ** اس جیسا خالق کوئی دوسرا نہیں۔

سوال:۔ درختوں اور پودوں سے جانداروں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں، کیا یہ درختوں کا کمال ہے یا اللہ تعالیٰ کا؟

جواب:۔ جانداروں کی ضروریات اور پرورش زیادہ تر درختوں کے پتوں، پھولوں اور پھلوں سے ہوتی ہے، کسی درخت اور پودے سے چاول، کسی سے گیہوں اور کسی سے ترکاریاں، کسی سے دوائیاں اور کسی سے کپاس نکلتا ہے، کسی درخت کے بیجوں سے تیل اور کسی سے خشک میوا اور کسی سے رس دار پھل حاصل ہوتا ہے، یہ سب درختوں کا کمال نہیں اللہ تعالیٰ کا کمال ہے، اس جیسا کمال کسی میں نہیں **الحمد لِلّٰہ**، مگر افسوس! انسان اپنی ضروریات کی چیزیں اور یہ تمام نعمتیں حاصل کرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا، ناشکرا کا ناشکرا بنا رہتا ہے۔

سوال:۔ پانی ہی سے تمام جانداروں کو زندگی ملتی ہے، کیا یہ پانی کا کمال ہے یا اللہ تعالیٰ کا؟

جواب:۔ پانی جانداروں کی ایک زبردست ضرورت ہے، اس کو شہد اور تیل کی طرح گاڑھا نہیں رکھا گیا، اس کا کوئی رنگ اور مزا نہیں ہے، اسی سے انسانوں اور جانوروں کی پیاس بجھتی ہے، اسی سے درختوں اور پودوں کو زندگی ملتی ہے، اسے ہر قسم کی گندگی کو صاف کرنے کے قابل بنایا گیا، وہ چھوٹے سے چھوٹے کنکر کو ڈبو دیتا ہے، مگر بڑے بڑے پہاڑ جیسے وزنی جہازوں کو پھولوں کی طرح تیراتا ہے، اسی پانی سے طوفان وطغیانی لا کر انسانوں کو سزا بھی دی جاتی ہے، وہی پانی کہیں خون کی شکل اور کہیں رس اور مغز کی شکل اور کہیں تیل کی شکل اور کہیں پٹرول اور گیاس کے تیل کی شکل اور کہیں شہد کی شکل اور کہیں دودھ کی شکل اور کہیں ابر و برف کی شکل اختیار کرتا ہے، یہی پانی کہیں آگ کو مردہ کرتا ہے اور کہیں مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے، یہی پانی سمندروں میں خوفناک اور غضبناک نظر آتا ہے، سمندروں کی موجوں کا شور اور لہروں کا زور دیکھ کر انسان گھبرا جاتا ہے، یہ سب پانی کا کمال نہیں، پانی کے خالق کا کمال ہے، جو پانی کے ذریعہ ہزاروں کام لیتا ہے الحمدللہ، پانی میں انسان اگر غور وفکر سے کام لے گا تو اسے اللہ تعالیٰ کی بے انتہاء حکمتیں ہی حکمتیں نظر آئیں گی اور وہ الحمدللہ کا ترانا گاتا پھرے گا۔

سوال:۔ مور اور طوطے نیز ایسے بہت سے پرندوں کو دیکھ کر تعریف کی جاتی ہے تو یہ تعریف کس کی ہوگی اللہ تعالیٰ کی یا پرندوں کی؟

جواب:۔ مور، طوطا، اور دوسرے پرندوں میں جو کچھ بھی حسن اور خوبصورتی ہے وہ اُن کی اپنی بنائی ہوئی نہیں، وہ اُنکا اپنا ذاتی حسن نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ویسا بنایا اور پیدا کیا ہے، یہ خوبصورتی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے، اس لئے حقیقی تعریف ان کو بنانے والے کی ہے نہ کہ ان پرندوں کی یہ تو بس اللہ تعالیٰ ہی کا کمال ہے جو ان میں مختلف رنگ بھر کر پیدا فرماتا ہے، **الحمد للّٰہ** اور ایسا کمال اور خوبی کسی میں نہیں **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ**۔

سوال:۔ زمین سے غلّہ، اناج، ترکاریاں، پھل و پھول نکلتے ہیں تو بتلاؤ

زمین تعریف کی مستحق ہے یا اللہ تعالیٰ؟

جواب:۔ زمین پر کھیتی باڑی ہوتی ہے اور زمین سے میوہ، اناج اور ترکاریاں نکلتی ہیں، زمین میں جو کچھ خوبی اور کمال ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، زمین خود اپنی طرف سے کچھ نہیں کر سکتی، نہ کسی کو نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ نقصان، اس لئے تعریف کے لائق اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ زمین اس لئے **الحمد للّٰہ** کہنا چاہئے، کبھی کبھی زلزلے سے زمین لرز اٹھتی ہے اور پھٹ جاتی ہے، زلزلہ بھی اللہ ہی بھیجتا ہے، اس لئے اقرار کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی جیسی قدرت کسی میں نہیں ہے۔ زمین کو ہلانا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے بس میں ہے

سوال:۔ سورج سے روشنی اور گرمی نکلتی ہے، پانی ہوا میں اڑتا اور بادل بنتا ہے تو بتاؤ کہ سورج اور ہوا تعریف کے لائق ہیں یا اللہ تعالیٰ؟

جواب:۔ سورج میں جو کچھ کمال اور خوبی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی عطاء اور دین ہے، سورج میں نفع و نقصان کی صلاحیت نہیں، خود گہن کے وقت مصیبت میں گھر جاتا ہے، اس لئے تعریف تو سورج کے بنانے والے کی ہے جس نے سورج کو ایسا دھکتا ہوا گولہ بنایا کہ یہ ذرا قریب آتا ہے تو انسان گرمی سے پریشان ہو کر کپڑے ہی اتار پھینکتا ہے اور دور ہو جاتا ہے تو گرم کمبل اوڑھتا ہے۔ اس لئے پیارے بچو بولو **الحمد للّٰہ** کہ ہر تعریف کا حقدار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کہو **لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ** کہ اللہ جیسی قدرت کسی میں نہیں۔

سائنس کہتی ہے کہ دنیا کا آدھا حصہ گردش کرتے وقت سورج کے سامنے ہوتا ہے تو دن ہوتا ہے اور جو حصہ سورج کے سامنے نہیں ہوتا وہاں رات ہوتی ہے، مگر اللہ کی قدرت عجیب ہے کہ جب دن نکلتا ہے تو صبح میں سورج کی روشنی کم اور ٹھنڈی ہوتی ہے جبکہ سورج پورا نظر آتا اور بڑا نظر آتا ہے، اور جب دوپہر کا وقت آتا ہے تو سورج کی روشنی تیز اور گرم اور سورج چھوٹا نظر آتا ہے، پھر وہ غروب ہونے کے لئے چلتا ہے تو اس کی روشنی میں آہستہ آہستہ کمی ہوتی ہے، اگر ہم اپنے کمرے میں ہزار بتّی کا بلب لگائیں اور اس کو جب بھی کھولیں تو وہ ہر دم ہر لمحہ ہزار بتّی کے برابر ہی روشنی دے گا کم زیادہ نہیں دے گا، مگر سورج میں یہ کیسا کمال ہے کہ اس کی روشنی اور گرمی صبح میں الگ، پھر آہستہ آہستہ تیز ہو کر

گرم ہوتی ہے، پھر دو پہر میں بھر پور روشنی دیتا اور پھر آہستہ آہستہ روشنی کم ہوتی ہے۔

یہی حال چاند کا ہے، جب ابتدائی دنوں میں نکلتا ہے تو کھجور کی گٹھلی کی مانند ذرا سا ظاہر ہوتا ہے اور کچھ ہی دیر میں غائب ہو جاتا ہے، اور اخیر مہینہ میں کم ہوتا جاتا ہے، مگر دنیا میں روشنی برابر رہتی ہے، کم زیادہ نہیں ہوتی، یہ سب اللہ تعالیٰ کا کمال ہی کمال ہے **الحمد للّٰہ**، اس جیسی قدرت کسی میں نہیں **لا الہ الا اللّٰہ۔**

سوال:۔ لوگ دواؤں اور ڈاکٹروں کی تعریف کرتے اور بیماریوں کا دور کرنے والا انہی کو سمجھتے ہیں دوا یا ڈاکٹر تعریف کے لائق ہیں یا اللہ تعالیٰ؟

جواب:۔ دواؤں کا پیدا کرنے والا اللہ ہے اور دوا میں شفاء کی طاقت دینے والا بھی اللہ ہی ہے، ایک ہی دوا کئی مریضوں کو دی جاتی ہے مگر کچھ صحت یاب ہوتے اور کچھ نہیں ہوتے، اس سے معلوم ہوا کہ دوا اور ڈاکٹر میں صحت وشفاء کی طاقت نہیں اور نہ وہ تعریف کے لائق ہیں، تعریف کے لائق تو اللہ ہے جس نے انسان کو صحت وتندرستی دینے کے لئے دوائیں پیدا فرمایا اور ان کے استعمال کا طریقہ بتانے کے لئے ڈاکٹر بنائے **الحمد للّٰہ۔**

سوال:۔ سائنس داں اور انجینئر مختلف چیزیں ایجاد کرتے ہیں تو بتلاؤ کہ سائنس داں اور انجینئر تعریف کے لائق ہیں یا اللہ تعالیٰ؟

جواب:۔ انسان اور دوسرے جانداروں کو دماغ دیا گیا اور ہر ایک کے پاس بھیجا اور عقل ہوتی ہے، مگر عقل وفہم جیسی انسان کو دی گئی ویسی کسی دوسرے جاندار کو نہیں دی گئی، دنیا میں جو بھی نئی نئی چیزیں ایجاد ہو رہی ہیں اس میں سائنس دانوں اور انجینئروں کا اصل کمال اور خوبی نہیں، اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں انسانوں کی ضرورتوں کے لحاظ سے انسانوں کی پرورش کرنے کے لئے سائنس دانوں اور انجینئر وں کے ذریعہ مختلف چیزیں دنیا میں نکالتا ہے مثلاً بیل گاڑی، سیکل، موٹر سیکل، گھوڑا گاڑی وغیرہ، پہلے زمانے میں انسان، اونٹ اور گھوڑے وغیرہ کے ذریعہ سفر کرتا تھا، لیکن جب انسانوں کی آبادی بڑھ گئی اور انسان زمین کے میلوں رقبوں میں رہنے لگا تو اس کو سائنس میں ترقی کرنے کے قابل بنایا گیا تو وہ نئے نئے طریقوں سے زراعت میں خوب پیداوار حاصل کرنے لگا، اس وقت

اس کو اپنا سامان اور غذائیں منٹوں اور گھنٹوں میں منتقل کرنے کے لئے اور تجارتی سفر کے لئے تیز رفتار گاڑیوں اور سواریوں کی ضرورت پڑنے لگی تب اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے زمین اور سمندر سے اسے پٹرول نکالنے کے قابل بنایا اور اس سے ہوائی جہاز، ریل گاڑیاں اور ٹرک ایجاد کروایا، انسان کے پاس شروع ہی سے دماغ، عقل وفہم تھی، شروع ہی سے سمندروں میں پٹرول تھا اور شروع زمانہ سے لوہا تھا اور پانی میں بھانپ بننے اور بھانپ میں مشین چلانے کی قوت موجود تھی، مگر ابتدائی زمانہ میں جبکہ آبادی بہت کم تھی، پیداوار اور سامان اتنا نہیں بنایا جاتا تھا، انسانوں کو ریل گاڑی اور ہوائی جہاز دیدیا جاتا تو وہ خالی ہوتے، سفر کرنے والا کوئی نہ ہوتا، زمانے اور وقت کے لحاظ سے انسانی ضرورتوں کے لحاظ سے جیسی جیسی انسان کو ضرورت ہونے لگی اللہ تعالیٰ نے اس کی سہولت اور پرورش کے لئے ویسے ویسے سامان سائنسدانوں کے ذریعہ ظاہر کرتا گیا، ورنہ اِس زمانے میں گھوڑا، اونٹ، گدھا سواری کے قابل ہوتے تو ریل، ہوائی جہاز اور ٹرکوں یا لاریوں میں ایک ہی وقت اور ایک ہی جگہ سے جتنا سامان اور لوگ منتقل ہوتے وہ گھوڑے اور اونٹ پر کیسے منتقل کیا جاتا، اس لئے نئی نئی چیزوں کا دنیا میں ظاہر ہونا سائنسدانوں کا کمال نہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی کا کمال ہے الحمدللہ، اس لئے وہی تعریف اور شکر کے لائق ہے۔

سوال:۔ دنیا میں بہت سے انسانوں میں علمی قابلیت اور بہت سے انسانوں میں عُمدہ اور اعلیٰ اخلاق وصفات ہوتے ہیں تو بتلاؤ یہ کس کا کمال ہے؟ انسانوں کا یا اللہ تعالیٰ کا؟

جواب:۔ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو کچھ بھی علم نہیں رکھتا، اس کو ہاتھ پکڑ کر لکھنا پڑھنا سکھانا پڑتا ہے، بڑا ہو کر وہ عالم اور علم کا ماہر بنتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو آنکھیں کان، ہاتھ، زبان، دماغ، قلم، کتابوں اور استاد سے علم دیتا ہے، اس لئے اس میں انسان کا کوئی کمال نہیں اللہ تعالیٰ کا کمال ہے کہ وہ انسان کو علم سے آراستہ کرتا ہے، اگر انسان، اندھا، بہرا اور گونگا ہو جائے یا دماغ خراب ہو جائے یا کتابیں اور استاد نہ ملیں تو وہ جاہل کا جاہل رہتا ہے، مگر اس کے باوجود انسان علم حاصل کر کے اکڑتا اور غرور وتکبر کرتا ہے، اس کو سوچنا

چاہئے کہ جانوروں میں بندر اور گوریلا کو بھی اللہ تعالیٰ ہاتھ، انگلیاں، زبان، دل و دماغ سب کچھ دیتا ہے مگر وہ لکھنے پڑھنے اور علم حاصل کرنے کے قابل نہیں بنایا گیا، اس لئے انسان کو اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔

اسی طرح دنیا میں بہت سے انسانوں میں عُمدہ اور اعلیٰ اخلاق وصفات ہوتے ہیں مثلاً کوئی سخی اور ہمدرد ہوتا ہے، کوئی بہت ہی نرم اور رحم دل ہوتا ہے، کوئی منصف مزاج ہوتا ہے، کوئی پیار اور محبت کا سلوک کرنے والا ہوتا ہے، کوئی انسانوں کی پریشانی، دکھ درد، بیماریوں میں مدد کرنے والا اور تیمارداری کرنے والا ہوتا ہے، ماں باپ کو اولاد سے بے انتہاء اُنس، لگاؤ اور محبت ہوتی ہے اور وہ اولاد کی دیکھ بھال انتہائی محبت وشفقت کے ساتھ کرتے ہیں، اولاد کو بھی ماں باپ سے بہت ہمدردی، محبت اور لگاؤ ہوتا ہے، وہ اپنے ماں باپ کے لئے تڑپتی ہے پوری دلچسپی اور محبت کے ساتھ ان کی خدمت کرتی ہے۔

شوہر کو بیوی سے اور بیوی کو شوہر سے بے انتہا پیار ومحبت ہوتی ہے اور دونوں ایک دوسرے کی خدمت کرتے ہیں، شوہر بیوی کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے، اور بیوی شوہر کی خدمت کرتی ہے، یہ سب کس کے احسانات ہیں؟ یہ سب دراصل اللہ تعالیٰ کے احسانات ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں ورحمتیں ہیں، جو بندوں کے ذریعہ بندوں پر ظاہر ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو بھیج کر انسانوں کو یہ تمام اخلاق واعمال سکھائے ہیں، اس لئے حقیقی تعریف کے لائق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی حمد بیان نہیں کی جاسکتی۔

اس تشریح کے بعد اب کچھ سوالات کئے جائیں گے، ان کے جوابات دیجئے۔

سوال:۔ گائے، بکری، اور بھینس سے انسان کو دودھ ملتا ہے تو بتلاؤ شکر کے لائق کون ہے؟ جانور ہیں یا اللہ تعالیٰ؟

جواب:۔ بے شک شُکر کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، مگر پھر بھی انسان جانوروں کی پرستش کرتا ہے اور اپنے مالک کو نہیں پہچانتا اور اس کا ناشکرا رہتا ہے۔

سوال:۔ زمین سے انسانوں کو غلہ، اناج، ترکاریاں، اور میوے ملتے ہیں

تو بتلاؤ شکر کے لائق زمین ہے یا اللہ تعالیٰ؟

جواب:۔ بے شک شکر کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، مگر پھر بھی انسان زمین کی پرستش کرتا ہے اور اپنے مالک کو نہیں پہچانتا اور اس کا ناشکرا رہتا ہے۔

سوال:۔ سورج سے انسانوں کو روشنی اور گرمی ملتی ہے تو بتلاؤ شکر کے لائق کون ہے؟ سورج یا اللہ تعالیٰ؟

جواب:۔ بے شک شکر کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، مگر پھر بھی انسان سورج کی پرستش کرتا ہے اور اپنے مالک کو نہیں پہچانتا،

سوال:۔ ابر سے پانی برستا ہے تو یہ ابر کا کمال ہے یا اللہ تعالیٰ کا؟

جواب:۔ یہ اَبر کا کمال نہیں، اللہ کا کمال ہے، مگر پھر بھی انسان خدا کا شکر ادا نہیں کرتا۔

سوال:۔ مختلف درختوں سے مخلوقات کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، تو بتلاؤ یہ کمال درختوں کا ہے یا اللہ تعالیٰ کا؟

جواب:۔ یہ درختوں کا کمال نہیں، اللہ تعالیٰ کا کمال ہے، جس نے مختلف درختوں سے پرورش کا طریقہ رکھا مگر پھر بھی انسان درختوں اور کھیتوں کی پرستش کرتا ہے۔

سوال:۔ آگ انسانوں کی غذائیں پکانے میں مدد دیتی ہے اور گرمی سے دنیا کے بہت سے کاروبار چلتے ہیں تو بتلاؤ یہ آگ کا کمال ہے یا اللہ تعالیٰ کا؟ اور ہم کس کا شکر ادا کرینگے آگ کا یا اللہ تعالیٰ کا؟

جواب:۔ آگ میں جلانے اور گرمی کی صلاحیت رکھنا اللہ تعالیٰ کا کمال ہے نہ کہ آگ کا، اس لئے آگ شکر کی لائق نہیں، صرف اللہ تعالیٰ ہی شکر کے لائق ہے، مگر پھر بھی انسان آگ کی پرستش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا۔

سوال:۔ دواؤں سے بیماریاں دُور ہوتی ہیں تو بتلاؤ یہ دواؤں کا کمال ہے یا اللہ تعالیٰ؟

جواب:۔ دواؤں میں بیماریوں سے شفاء دینے کی صلاحیت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے،

اس لئے یہ دواؤں کا کمال نہیں اللہ تعالیٰ کا کمال ہے۔

سوال:۔ غذاؤں سے مخلوقات کی بھوک مٹتی ہے؛ تو بتلاؤ کہ یہ غذاؤں کا کمال ہے یا اللہ تعالیٰ کا؟

جواب:۔ یہ غذاؤں کا کمال نہیں اللہ تعالیٰ کا کمال ہے، جس نے غذاؤں میں بھوک مٹانے کی صلاحیت رکھی ہے۔

سوال:۔ بعض جانور مثلاً گھوڑا، اونٹ، ہاتھی، گدھا، کتّا وغیرہ کو انسان اپنا فرمانبردار بنالیتا ہے تو بتلاؤ یہ انسانوں کا کمال ہے یا اللہ تعالیٰ کا؟

جواب:۔ یہ انسانوں کا کمال نہیں صرف اللہ تعالیٰ کا کمال ہے، جس نے ان جانوروں میں انسانوں کا فرمانبردار بننے کی صلاحیّت رکھی ہے، اگر انسان کا کمال ہوتا تو وہ شیر، ببر، چیتا کو بھی اپنے گھروں میں کیوں نہیں پالتے ؟!

سوال:۔ ایک انسان دنیا کی تعلیم حاصل کر کے کئی زبانیں جانتا اور علم ریاضی، علم سائنس اور علم جغرافیہ وغیرہ سے واقف ہو کر دنیا میں پڑھا لکھا کہلاتا ہے؛ تو بتلاؤ یہ کس کا کمال ہے؟ انسان کا یا اللہ تعالیٰ کا؟

جواب:۔ یہ انسان کا کمال نہیں؛ بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کا کمال ہے جس نے انسان کو اس قابل بنایا کہ وہ دُنیا کی مختلف زبانیں جانے اور مختلف علوم سیکھے، مگر پھر بھی انسان علم حاصل کرنے کے بعد غرور وتکبر کرتا ہے۔

سوال:۔ پانی کسی بھی چیز کو ڈبو دیتا ہے مگر بڑے بڑے جہازوں کو تیرنے دیتا ہے، تو بتاؤ یہ کس کا کمال ہے؟ پانی کا یا اللہ تعالیٰ کا؟

جواب:۔ یہ پانی کا کمال نہیں، صرف اللہ تعالیٰ کا کمال ہے، جو بڑے بڑے وزنی جہازوں کو پھول کی طرح تیراتا ہے، مگر پھر بھی انسان پانی پر سے گذرتے ہوئے پانی سے ڈرتا ہے خدا کو یاد نہیں کرتا۔

سوال:۔ جانور ہری گھاس اور ہرا پتہ کھا کر سفید دُودھ دیتے ہیں؛ تو بتلاؤ

یہ کس کا کمال ہے؟ جانوروں کا یا اللہ تعالیٰ کا؟

جواب:۔ ہری گھاس اور ہرا پتہ کھلا کر سفید دودھ نکالنا یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا کمال ہے، جانوروں کا کچھ کمال نہیں۔

سوال:۔ پرندے انڈے دیتے ہیں اور اُن انڈوں پر بیٹھ کر اکیس دن سیتے ہیں اور ان سے پرندوں کے بچّے نکلتے ہیں؛ تو بتلاؤ انڈوں سے بچوں کا نکلنا یہ پرندوں کا کمال ہے یا اللہ تعالیٰ کا؟

جواب:۔ انڈوں سے بچوں کا نکلنا پرندوں کا کمال نہیں صرف اللہ تعالیٰ کا کمال ہے۔

سوال:۔ ہواؤں کے ذریعہ بادلوں کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک لیجانا اور برسانا یہ ہواؤں کا کمال ہے یا اللہ تعالیٰ کا؟

جواب:۔ ہواؤں کے ذریعہ بادلوں کو ایک مقام سے دوسرے مقام کو لے جا کر برسانا یہ ہواؤں کا کمال نہیں صرف اللہ کا کمال ہے، وہ ہواؤں کے ذریعہ ریت کو بھی اڑاتا ہے اور بڑے بڑے ریت کے پہاڑ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔

سوال:۔ پانی سے جاندار کو جان ملتی ہے بتاؤ یہ پانی کا کمال ہے یا اللہ تعالیٰ کا؟

جواب:۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا کمال ہے، جس نے پانی میں ایسی صلاحیت رکھی۔

سوال:۔ پانی سے انسان کے جسم اور کپڑوں کی صفائی ہوتی ہے، غذاؤں کو تیّار کیا جاتا ہے تو بتاؤ کہ یہ پانی کا کمال ہے یا اللہ تعالیٰ کا؟

جواب: یہ اللہ تعالیٰ کا کمال ہے، جس نے پانی میں ایسی صلاحیّتیں رکھی ہے،

سوال:۔ سانپ اور بچھّو کے زہر میں جو اثر ہے وہ کس کا کمال ہے، سانپ اور بچھو کا یا اللہ تعالیٰ کا؟

جواب: سانپ اور بچھو کے زہر میں جو بھی اثر ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، اس لئے یہ سانپ اور بچھو کا کمال نہیں۔

سوال:۔ ہواؤں میں طوفان، پانی میں طغیانی آتی ہے ہوا طوفانی چلتی اور

پانی سیلاب کی شکل اختیار کرلیتا ہے تو یہ ہوا اور پانی کا کمال ہے یا اللہ تعالیٰ؟

جواب: یہ ہوا اور پانی کا کمال نہیں، اللہ تعالیٰ کا کمال ہے، جو ہوا میں طوفان لاتا اور پانی میں طغیانی پیدا کرتا ہے مگر پھر انسان پانی کی پرستش کرتا ہے۔

سوال:۔ سائنس کے ذریعہ ترقی کر کے انسان نے ٹیلیفون کو ایجاد کیا اور اب وہ دنیا کے ایک مقام سے دوسرے مقام پر ایک ہی منٹ اور ایک ہی سکنڈ میں بات کرتا ہے تو بتاؤ ٹیلیفون کا ایجاد کرنا انسان کا کمال ہے یا اللہ تعالیٰ کا؟

جواب:۔ ٹیلیفون کا ایجاد کرنا انسان کا کمال نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کمال ہے جس نے انسان کو ٹیلیفون جیسا آلہ ایجاد کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی۔

سوال:۔ انسان ترقی کر کے ٹی وی، کو ایجاد کیا اور اب وہ ایک مقام سے دوسرے مقام کو دیکھ سکتا ہے بتاؤ یہ کس کا کمال ہے اللہ تعالیٰ کا یا انسان کا؟

جواب:۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا کمال ہے، جس نے انسان کو یہ صلاحیت عطا فرمائی، (چیز اپنی جگہ بُری نہیں) چیز کا استعمال غلط کیا جائے تو وہ عمل بُرا ہے، ٹی وی کا استعمال غلط کیا جائے تو وہ بُرا ہے، پیسہ بُرا نہیں پیسے کا استعمال غلط کیا جائے تو وہ بھی بُرا ہے۔

سوال:۔ گھوڑا گاڑی، بیل گاڑی کی جگہ انسان نے ترقی کر کے تیز رفتار سواریاں، موٹر سیکل، موٹر کار، ریل گاڑی، ہوائی جہاز وغیرہ ایجاد کرلیا تو بتاؤ یہ کس کا کمال ہے اللہ تعالیٰ کا یا انسان کا؟

جواب:۔ یہ صرف اور صرف اللہ کا کمال ہے جو انسانوں کی ضرورتوں کے لحاظ سے مختلف زمانوں میں مختلف قسم کی سواریاں ایجاد کرنے کی انسانوں کو صلاحیت عطا کرتا ہے۔

سوال:۔ انسان نے ترقی کر کے ایکسرے مشین ایجاد کیا، اس مشین سے اندرونی اعضاء کا فوٹو نکالتا ہے تو بتاؤ یہ کس کا کمال ہے، اللہ کا یا انسان کا؟

جواب:۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا کمال ہے جس نے انسان کو ایسی مشین ایجاد کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی۔

سوال:۔ انسان سائنسی ترقی کر کے چاند پر جا رہا ہے تو بتاؤ یہ کس کا کمال ہے انسان کا یا اللہ تعالیٰ کا؟

جواب:۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا کمال ہے جس نے انسان کو اعلیٰ فہم اور عمدہ عقل عطا فرمائی۔

نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے، دوسرا کوئی نہیں، اللہ تعالیٰ ہی مختلف چیزوں سے مختلف چیزیں نکالتا ہے مثلاً زمین سے ہرے درخت، درختوں اور پودوں سے پھول اور پھل، جانوروں سے سفید دُودھ، پرندوں سے انڈے، سورج سے روشنی اور گرمی، بادلوں سے پانی، مکھیوں سے شہد، کیڑے سے ریشم اُسی طرح انسانوں کے ذریعہ مختلف چیزیں ایجاد کروا رہا ہے، جس طرح ہم درختوں سے روئی (کپاس) اور زمین سے اناج، غلّہ، میوئے اور سمندروں سے پٹرول نکلتا ہوا دیکھ کر، درختوں کی، زمین کی اور سمندوں کی تعریف نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں، اسی طرح انسانوں کے ذریعہ مختلف چیزوں کو ایجاد ہوتا ہوا دیکھ کر انسانوں کی نہیں، اللہ تعالیٰ کی تعریف کرینگے، اس میں انسانوں کا کمال نہیں اللہ تعالیٰ کا کمال ہے، اگر انسان پاگل ہو جائے یا آنکھوں سے اندھا، ہاتھوں سے معذور ہو جائے یا آن پڑھ رہے تو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

☆☆☆☆☆

ایمانِ مفصل کو بغیر سمجھائے رٹانے سے حقیقی ایمان پیدا نہیں ہوتا اور نہ ایمان میں شعور بیدار ہوتا ہے، ایمان کا حقیقی شعور دینے کے لئے ہماری کتاب:

''ایمانِ مفصل کو سمجھانے کا طریقہ''

کے مکمل چھ حصے علاحدہ علاحدہ پڑھایئے اور سمجھایئے۔

اسباب سے کیا مُراد ہے؟

یہاں ایک چیز اور سمجھو کہ ہم چیزوں کی تعریف اور شکر کیوں نہیں کر سکتے؟ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دارُ الاسباب بنایا ہے، لیکن دارالاسباب کا مطلب کیا ہے، اس کو سمجھو، عربی میں دار کا معنی گھر ہے اور اسباب کا معنی ہے ذرائع اور ذرائع، ذریعہ کی جمع ہے، تو دارالاسباب کا مطلب ایسی جگہ ہے جہاں اسباب اختیار کرنے سے ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، دنیا میں ہوتا بھی ایسا ہی ہے آدمی کوئی ذریعہ اختیار کرتا ہے تو اس کی ضرورت پوری ہوتی ہے مثلاً غلہ، اناج حاصل کرنے کے لئے کسان کو کھیتی کرنا پڑتا ہے اور کھیتوں میں دھان بونا پڑتا ہے، کھیتی کے بغیر آسمان سے چاول اور گیہوں نہیں ٹپکتا، کھانا پکانے کے لئے آگ جلانا اور پکوان کرنا پڑتا ہے، تب کہیں انسان کے کھانے کی قابل غذا تیار ہوتی ہے، آگ جلائے اور پکائے بغیر غذا تیار نہیں ہوتی، روٹی تیار کرنے کے لئے گیہوں کو چکّی میں پیسنا پڑتا ہے، تب کہیں آٹا تیار ہوتا ہے، گیہوں خود بخود آٹا نہیں بن جاتا، اسی طرح بھوک مٹانے کے لئے کوئی غذا کھانا اور پیاس بجھانے کے لئے پانی پینا پڑتا ہے، بھوک کے وقت انسان جب غذا کھاتا ہے تب ہی بھوک ختم ہوتی ہے، پیاس کے وقت جب انسان پانی پیتا ہے تب ہی پیاس بجھتی ہے، غرض کھیتی کرنے کے لئے زمین، ہوا، پانی اور سورج کی روشنی وگرمی ذریعہ ہیں، کھانا پکانے کے لئے آگ ذریعہ ہے، آٹا بنانے کے لئے چکّی ایک ذریعہ ہے، بھوک مٹانے کے لئے غذا ایک ذریعہ ہے، پیاس بجھانے کے لئے پانی ذریعہ ہے۔

لیکن اسباب میں تاثیر اللہ تعالیٰ نے ہی رکھی ہے، غذا میں بھوک مٹانے کی، پانی میں پیاس بجھانے کی، دواؤں میں شفا دینے کی اور آگ میں جلانے کی خاصیت اللہ تعالیٰ ہی نے رکھی ہے، یہ چیزیں خود اپنی طرف سے انسان کی ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتیں، اللہ تعالیٰ جب تک چیزوں میں اثر باقی رکھتا ہے تب تک چیزیں اثر کرتی ہیں اور جب اللہ تعالیٰ چیزوں سے اثر چھین لیتا ہے، تو چیزیں بے اثر اور بیکار ہو جاتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ''جوع البقر'' نام کی بیماری میں انسان جس قدر کھانا کھاتا جاتا ہے اُسی قدر بھوک بڑھتی

جاتی ہے اور ''استسقاء'' نامی بیماری میں جتنا زیادہ پانی پیتا ہے، پیاس کبھی ختم نہیں ہوتی ہے، ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ ایک ہی دَوا مختلف مریضوں کو دی جاتی ہے، کوئی صحت یاب ہوتا ہے اور کوئی انتقال کر جاتا ہے یا فائدہ نہیں ہوتا، اس لئے اسباب کو اثر رکھنے والا سمجھنا اور اسباب سے بننے اور بگڑنے کا تصوّر رکھنا اوران کی پرستش کرنا غلط ہے، اسباب میں نفع و نقصان کی طاقت نہیں، مثال میں اسے ایسے سمجھیں:

ہمارے گھروں میں نلوں کے ذریعہ پانی آتا ہے، نلوں میں پانی کی سپلائی حکومت کے فلٹر ٹینک سے بڑی بڑی پائپ لائنوں کے ذریعہ ہوتی ہے، فلٹر ٹینک میں پانی تالاب سے آتا ہے اور تالاب میں ندی نالوں کے ذریعہ جمع ہوتا ہے اور ندی نالوں میں آسمان کے بادلوں سے برستا ہے۔اَب سمجھو کہ اگر کوئی انسان نلوں سے پانی آتا ہوا دیکھ کر نلوں پر پھولوں کے ہار چڑھائے اور نلوں کو سجدہ کرے اور نلوں کے سامنے ٹہر کر دُعا کرے تو وہ عقلمند نہیں کہلائے گا، نل تو گھروں تک پانی پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے، جب حکومت کی طرف سے فلٹر ٹینک سے پانی چھوڑا جائیگا تو نل اپنا اثر دکھائے گا، اور حکومت کی فلٹر ٹینکی میں بھی پانی اسی وقت آسکے گا، جبکہ تالاب میں برسات کا پانی ندی نالوں کے ذریعہ جمع ہو، اس لئے پانی کا اصل دینے والا اللہ ہے نل نہیں، نل شکر اور تعریف کے لائق نہیں۔

اللہ تعالٰی نے دنیا میں روشنی اور گرمی پہنچانے کے لئے سورج کو واسطہ اور ذریعہ بنایا ہے اس لئے سورج عبادت، تعریف اور شُکر کے لائق نہیں۔

☆ اناج، غلّہ اور ترکاریوں کو دنیا میں پہنچانے کے لئے زمین کو واسطہ اور ذریعہ بنایا ہے اس لئے زمین عبادت، تعریف اور شکر کی لائق نہیں۔

☆ بادلوں کو پانی برسانے کا واسطہ اور ذریعہ بنایا ہے، اس لئے بادل عبادت، تعریف اور شکر کے لائق نہیں ہیں۔

☆ جانوروں کو دودھ، انڈے اور گوشت دنیا میں بھیجنے کا ذریعہ اور واسطہ بنایا ہے، اس لئے جانور عبادت، تعریف اور شکر کے لائق نہیں ہیں۔

☆ دواؤں کو بیماریوں کے دور کرنے کا واسطہ اور ذریعہ بنایا ہے، اس لئے

دوائیں تعریف اور شکر کے لائق نہیں۔

☆ پھول اور پھل دنیا میں بھیجنے کے لئے درختوں اور پودوں کو ذریعہ اور واسطہ بنایا ہے اس لئے درخت اور پودے عبادت، تعریف اور شکر کے لائق نہیں۔

☆ روپے پیسے کو انسان کی ضرورتیں پورا کرنے کا ذریعہ اور واسطہ بنایا ہے، اس لئے روپیہ پیسہ عبادت اور تعریف کے لائق نہیں۔

☆ آگ کو غذائیں پکانے کا ذریعہ اور واسطہ بنایا، اس لئے آگ عبادت، تعریف و شکر کے لائق نہیں۔

☆ سیاہی اور قلم کو لکھنے پڑھنے کا ذریعہ اور واسطہ بنایا اس لئے قلم اور سیاہی عبادت، تعریف اور شکر کے لائق نہیں۔

☆ بیج کو پودے اور درخت پیدا کرنے کا ذریعہ اور واسطہ بنایا اس لئے بیج عبادت، شکر و تعریف کے لائق نہیں، انسان کی نگاہ درمیانی واسطے اور ذریعہ پر نہ ہونی چاہئے بلکہ پوری نگاہ اللہ پر ہونی چاہئے، چونکہ اللہ تعالیٰ ہی قادر، خالق، مالک اور پروردگار ہے۔

انسانی فطرت یہ ہے کہ وہ احسان وانعام کرنے والے کا شکر ادا کرتا ہے، انسانوں پر اللہ تعالیٰ کے بے انتہا احسانات و انعامات ہیں، ہر انسان دن رات اللہ تعالیٰ کے احسانات وانعامات اور فضل میں ڈوبا ہوا ہے، اس کی فطرت بھی یہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنے محسن کا شکر بجالائے، اس لئے ایک ایمان والا بندہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہتا ہے، چنانچہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** کے ذریعہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتا ہے مگر۔

صرف زبان سے شُکر کے الفاظ ادا کرنے سے شُکر ادا نہیں ہوتا، شُکر ادا کرنے کے لئے حسب ذیل تشریح کو سمجھنا ضروری ہے

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** کا کلمہ بولا جاتا ہے۔ مگر صرف زبان سے شکر ادا کر لینے سے شکر ادا نہیں ہوتا، شکر ادا کرنے کے لئے تین شرطیں پوری کرنی ہوں گی۔

(۱) دل میں عظمت واحترام (۲) زبان سے اعتراف (۳) عمل سے اظہار

تب کہیں شکر ادا کرنے کی شکل بنتی ہے اس کو سمجھنے کے لئے اس مثال پر غور کرو، اگر کوئی تم کو تحفہ دیتا ہے، تم اس تحفے کو لے کر زبان سے شکریہ ادا کرتے ہو اور تحفہ ملتے ہی تمہارے دل میں اس شخص کی عظمت، محبت اور احترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ جس مقصد کے لئے تحفہ دیتا ہے، تم اس تحفے کو اسی مقصد کے لئے استعمال کرتے ہو، مثلاً تمہارا کوئی دوست تم کو عمدہ گھڑی تحفے میں دے تو تم ہرگز ایسا نہیں کرو گے کہ تحفہ لے کر زبان سے شکریہ کا لفظ بول دو، اور پھر اسی کے سامنے اس گھڑی کو پتھر سے کچل دو یا پیر میں پہن لو، ایسا ہرگز نہیں کرو گے، ایسا اگر کرو گے تو یہ دوست کے ساتھ بے عزتی اور ناقدری کا مظاہرہ ہوگا، اس کے برعکس تم زبان سے دوست کا شکریہ ادا کرتے ہو اور اپنے دل میں اس کی عظمت اور محبت محسوس کرو گے، پھر جس مقصد کے لئے اس نے تحفہ دیا ہے اسی مقصد میں استعمال کرتے ہو تو، تمہارا شکریہ صحیح معنی میں شکریہ ہوگا، (مثال رہبری کے لئے ہے برابری کے لئے نہیں)

اللہ تعالیٰ ہزاروں نعمتیں ہمیں زندگی گذارنے کے لئے دیتا ہے، ہم میں سے اکثر لوگ ان نعمتوں کو لے کر زبان سے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** تو کہتے ہیں مگر عمل سے اُن نعمتوں کی ناقدری کر کے ناشکری کا مظاہرہ کرتے ہیں، مثلاً اس کو مزید وضاحت سے یوں سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں زبان جیسی زبردست نعمت دی ہے، زبان دینے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس سے عمدہ گفتگو کریں، اللہ تعالیٰ کی تعریف اور حمد بیان کریں، غیبت اور چغلی نہ کریں، جھوٹ نہ بولیں اور لوگوں کو اس سے تکلیف نہ پہنچائیں، مگر سینکڑوں انسان ایسے ہیں جو بے شعوری کے ساتھ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** کہتے ہیں اور زبان کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال کرتے ہیں، زبان سے گالی گلوج کرتے، بیکار بکواس کرتے، بُری باتیں کرتے، زبان سے کفر اور شرک بکتے، زبان سے غیبت اور چغلی کرتے اور بات بات پر بلا وجہ جھوٹ بول کر کاروبار کرتے ہیں، اس لئے یہ حرکتیں زبان جیسی عظیم نعمت کی ناشکری ہے، اس سے اپنے آپ کو بچانا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہاتھ پیر جیسی نعمتیں بھی دی ہیں ان کو دینے کا مقصد یہ ہے کہ ہم

انہیں عمدہ اور نیک کاموں میں استعمال کریں، اللہ کی اطاعت وعبادت میں استعمال کریں، اللہ کے بندوں کی مدد میں استعمال کریں، ہاتھوں کو کسی پر ظلم وزیادتی کے لئے استعمال نہ کریں، مگر ہزاروں انسانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں اور پیروں کو گناہ کے کاموں میں استعمال کرتے ہیں، دن رات اللہ تعالیٰ کی بغاوت میں استعمال کرتے ہیں، چوری، لوٹ مار، قتل وغارت گری اور فساد مچانے میں استعمال کرتے ہیں، ناپ تول میں ڈنڈی مارنے میں استعمال کرتے ہیں، رشوت اور سود کھانے میں استعمال کرتے ہیں، یہ سب ہاتھوں پیروں کے گناہ ہیں اور ہاتھوں پیروں جیسی نعمتوں کی ناشکری ہے، ذرا سوچو کہ اگر اللہ تعالیٰ ہاتھ پیر نہ دیتا تو کیسی مجبور اور محتاج زندگی ہوتی، اس لئے ہاتھوں اور پیروں کو شیطانی کاموں میں استعمال کرکے اللہ تعالیٰ کی ناشکری مت کرو۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں آنکھیں جیسی عظیم الشان نعمت عطا فرمائی اور اُن کو دینے کا مقصد یہ ہے کہ ہم آنکھوں سے بُرائی نہ کریں، گناہ نہ کریں، ان آنکھوں کو قرآن وحدیث پڑھنے اور دوسرے علوم سیکھنے میں استعمال کریں، آنکھوں کے ذریعہ دل ودماغ کو صحیح علم پہنچائیں، مگر اکثر انسان اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو بھی اللہ کی مرضی کے خلاف استعمال کرتے اور آنکھوں سے گناہ کے کام کرتے ہیں، ٹی وی کے ذریعہ پکچر اور ناچ گانا دیکھتے ہیں، گندی اور برہنہ تصویریں دیکھتے ہیں اور گندے، ناپاک لٹریچر پڑھنے میں استعمال کرتے ہیں، غور کرو کہ اگر اللہ تعالیٰ آنکھیں نہ دیتا تو کتنی مجبور اور محتاج زندگی ہوتی، اس لئے آنکھوں جیسی نعمت کو شیطانی طریقوں میں استعمال کرکے اللہ تعالیٰ کی ناشکری مت کرو۔

اسی طرح کان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں اگر اللہ تعالیٰ کان نہ دیتا اور بہرا بنا دیتا تو کتنی مجبور اور محتاج زندگی ہوتی، انسان کو کتنی دقت اور مشکل پیش آتی، اللہ نے کانوں کو اس لئے نہیں دیا کہ ہم ان کانوں سے اس کی ناشکری کریں، گانے سُنیں، بُری باتیں سنیں، کانوں کو اللہ کی تعریف اور اس کی بڑائی سننے میں استعمال کرنا ہوگا، شرک اور کفر کی باتیں سُننے سے بچانا ہوگا، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی باتیں سننے سے بچانا ہوگا، تب ہی ہم کان جیسی نعمت کا شکرادا کرنے والے بن سکتے ہیں، اسی طرح جسم اور جسمانی اعضاء کے

علاوہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہزاروں نعمتیں عطا فرمائی ہیں، مثلاً زندگی کی شکل میں وقت، ایمان، علم، حکومت واقتدار اولاد، طاقت اور صحت وغیرہ۔

روپیہ پیسہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے مگر یہ اس لئے نہیں دیا جاتا کہ انسان اس سے اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرے، بغاوت کرے، دین کو مٹانے کی کوشش کرے، بہت سے لوگ روپیہ پیسہ ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کے بجائے روپئے پیسے سے خوب گناہ کے کام شروع کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں، دولت کا شکر بجالانے کے لئے روپئے پیسے کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق استعمال کرنا ہوگا، خیر خیرات اور زکوۃ دینے میں استعمال کرنا ہوگا، دین پھیلانے میں استعمال کرنا ہوگا، اپنے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے میں استعمال کرنا ہوگا، روپیہ پیسہ نیکی کو پھیلانے اور بُرائی کو ختم کرنے میں استعمال کرنا ہوگا، تب کہیں روپئے پیسے کا شکر ادا ہو سکے گا، حکومت واقتدار اور کرسی مل جائے تو اپنی حکومت میں قرآن وحدیث کے مطابق قانون بنانا ہوگا اور قرآن وحدیث کے مطابق فیصلے کرنا ہوگا، اگر حکومت واقتدار مل جانے کے باوجود انسانی قانون کے مطابق زندگی گزاری گئی تو یہ بھی حکومت واقتدار کے ذریعہ ناشکری ہوگی، جس کا اللہ تعالی کے پاس جواب دینا پڑے گا، زمین اللہ کی، ہوا اللہ کی، روشنی اللہ کی، غذائیں اللہ کی، حیوانات ونباتات سب کچھ جب اللہ تعالی کے ہیں، تو پھر قانون کیسے انسان کا چلے گا؟ ساری کائنات میں بڑائی اللہ کی ہے تو پھر زمین پر انسان اپنی بڑائی کیسے چلا سکتا ہے؟ یہ حرکت ناشکرا انسان ہی کر سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆
☆☆☆☆
☆☆☆
☆☆
☆

اَللّٰہُ اَکْبَرُ

(اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے)

پوری کائنات میں سب سے بڑا اللہ تعالیٰ ہی ہے پوری کائنات اور کائنات کی ہر چیز مثلاً زمین ہوا، پانی، آسمان، سورج، چاند، ستاروں اور سیاروں سے بڑا اللہ تعالیٰ ہی ہے، اور کائنات کے ہر حصے میں اسی کی بڑائی چلتی ہے، کائنات کی ہر چیز اور ہر ذرہ اللہ تعالیٰ ہی کو بڑا مانتا اور اللہ تعالیٰ ہی کی بڑائی کو ظاہر کرتا ہے، کسی کو اپنی بڑائی جتلانے کا اختیار نہیں، اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی کی کوئی حیثیت بھی نہیں، نہ کوئی اللہ تعالیٰ سے بڑا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کے برابر ہے اور نہ آئندہ بڑا بن سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے اور بڑا رہے گا۔

سوال:۔ جب پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ ہی بڑا ہے تو زمین پر بار بار اللہ تعالی کی بڑائی کا اعلان واقرار کیوں کرایا جارہا ہے؟

جواب:۔ یہ بڑا اہم رسوال ہے کہ جب پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ ہی بڑا ہے تو سورج، چاند، ستاروں اور سیاروں اور آسمانوں کو چھوڑ کر صرف کائنات کے ایک حصے یعنی زمین پر بار بار اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اعلان واقرار کروا کر انسانوں کو کس چیز کی تعلیم دی جارہی ہے؟ کس بات کی تاکید اور تربیت کی جارہی ہے؟ اس سوال کا جواب سمجھنے کے لئے یہ بھی غور کرو کہ انسان کے دنیا میں آتے ہی اس کے کان میں اذان کہی جاتی ہے، دن میں بھی پانچ مرتبہ اذان کہی جاتی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اعلان کیا جاتا ہے، نماز کی ہر رکعت میں اللہ اکبر، اللہ اکبر کے کلمات کا انسانوں سے اقرار کرایا جاتا ہے، سوچو کہ آخر انسانوں کے کانوں میں کونسی بات ڈالی جارہی ہے؟ اور زبان سے کونسا اقرار کرایا جارہا ہے، یہ بات واقعی غور کرنے کے لائق ہے کہ اس اعلان واقرار کی آخر کیا ضرورت ہے؟

غور کرنے پر معلوم ہوگا کہ پوری کائنات میں زمین ہی ایسی جگہ ہے جس کو اللہ

تعالیٰ نے انسانوں کے لئے امتحان و آزمائش کی جگہ بنایا ہے، زمین اور زمین کی مختلف چیزوں کو استعمال کرنے کا اختیار و آزادی عطا فرمائی، پوری کائنات میں زمین ہی وہ حصہ ہے، جہاں انسان کچھ مدت کے لئے اپنی مرضی کے ساتھ، اپنے جسم پر اور زمین کی چیزوں پر حکومت کرنے کا اختیار رکھتا ہے چنانچہ اسی اختیار و آزادی کی وجہ سے وہ اپنے جسم پر اپنے بیوی بچوں پر، اور اپنے سماج اور سوسائٹی پر حکومت کرتا ہے، اور زمین کی مختلف چیزوں کو پوری آزادی کے ساتھ اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرتا ہے، مزید تفصیل آگے ہے۔

امتحان کی خاطر انسان کو زمین پر خلیفہ کا مقام دیا گیا

دنیا میں مختلف حکومتیں اپنے اپنے ملکوں میں انتظامات کی خاطر مختلف علاقوں میں کسی نہ کسی کو اپنا نمائندہ بنا کر حاکم اور گورنر مقرر کرتی ہے، تاکہ گورنر اس علاقے کے تمام کاروبار حکومت کی مرضی کے مطابق چلائے اور عوام کو حکومت کا فرمانبردار بنائے۔ (مثال رہبری کے لئے ہے برابری کے لئے نہیں)

اللہ تعالیٰ کی حکومت انسانی حکومت کی طرح نہیں، وہ خود اکیلا پوری کائنات کا انتظام کرتا ہے، ذرے ذرے کی ضرورتوں کو وہ خود اکیلا پوری فرماتا ہے، وہ انسانی حکومتوں کی طرح ہر علاقے میں گورنر اور حاکم وغیرہ مقرر نہیں کرتا، چنانچہ وہ زمین کا کاروبار بھی اپنی نگرانی میں کرواتا ہے، مگر صرف امتحان کی خاطر اس نے مختصر مدت کے لئے زمین پر انسان کو خلیفہ کا مقام دیکر کچھ آزادی و اختیار دے دیا ہے، اور یہ تاکید فرمائی ہے کہ وہ زمین پر رہے اور اپنے مالک کا وفادار بن کر مالک ہی کو بڑا مانے اور زمین کے تمام کاروبار مالک کی مرضی کے مطابق انجام دے کر مالک ہی کی بڑائی کو دنیا میں قائم کرے۔

اگر دنیوی حکومت کا کوئی نمائندہ کسی علاقے کا گورنر بن کر وہاں اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور حکومت کی تمام چیزوں کو حکومت کی مرضی کے خلاف استعمال کرے اور حکومت کے قانون کی جگہ اپنا قانون نافذ کرکے اپنی بڑائی قائم کرے تو اُسے ہم باغی اور غدار کہیں گے۔ (مثال رہبری کے لئے ہے برابری کے لئے نہیں)

بالکل اسی طرح انسان کو جب اللہ تعالیٰ نے زمین پر خلیفہ کا مقام دیا ہے تو اب اس کی کامیابی کا دارومدار اس میں ہے کہ وہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا وفادار بن کر رہے، اللہ تعالی ہی کو سب سے بڑا مانے اور زمین کے تمام کاروبار اللہ تعالی ہی کی مرضی کے مطابق انجام دے کر بحیثیت خلیفہ اللہ تعالی کی بڑائی کو زمین پر قائم کرے۔

اس کے برعکس اگر انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھے، زمین کی مختلف چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف استعمال کرے، اللہ کے قانون کی جگہ اپنے بنائے ہوئے قانون کو نافذ کرکے زمین کے تمام کاروبار اپنی مرضی کے مطابق چلائے اور اپنی ہی بڑائی قائم کرے تو وہ ناکام اور جہنمی ہوگا، کیونکہ اس نے اپنے مالک کے دیئے ہوئے اختیار و آزادی کا غلط استعمال کرنے کی وجہ سے وہ اپنے مالک کے ساتھ غداری کا مرتکب ہوگا۔

خوب اچھی طرح یاد رکھو کہ اگر کوئی انسان اللہ تعالیٰ کو بڑا نہ مانے اور زمین پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو قائم نہ کرے تب بھی اللہ تعالیٰ ہی بڑا ہے اور بڑا ہی رہے گا، اس کی بڑائی میں کوئی فرق نہیں آئے گا، اس کی شان میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں ہوگی، اس کی بڑائی کائنات کے ذرہ ذرہ پر ہمیشہ قائم ہے اور ہمیشہ قائم رہے گی۔

انسانی حکومت، انسانی بادشاہت، انسانی طاقت، انسانی قوت اور انسانی بڑائی اللہ تعالیٰ کے سامنے بے بس، مجبور محتاج ہے، دنیا چونکہ امتحان اور آزمائش کی جگہ ہے، اس لئے وہ انسان کو مہلت پر مہلت دیتا جاتا ہے اور دنیا کی حکومتوں کی طرح وہ کوئی مجبور اور بے بس شہنشاہ نہیں، وہ جب چاہے غداروں اور نافرمانوں کو سزا دے سکتا ہے، لیکن اس نے دنیا کو امتحان گاہ بنا کر فیصلے کا ایک مخصوص دن مقرر رکھا ہے۔

جو سب سے بڑا ہوتا ہے اُسی کی فرمانبرداری کی جاتی ہے

انسان کی یہ فطرت ہے کہ جو سب سے بڑا ہوتا ہے اُسی کی فرمانبرداری کرتا ہے، مثلاً فوج میں سپہ سالار کی، جماعت میں امیر کی، کالج میں پرنسپل کی، کنبہ اور خاندان میں باپ دادا کی، قبیلے میں سردار کی، ملک میں بادشاہ یا وزیر اعظم کی فرمانبرداری کرتا ہے،

(مثال رہبری کے لئے ہے برابری کے لئے نہیں)

دنیا کے تمام کاموں میں کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ جب کسی کو بڑا مانا جاتا ہے تو بعض چیزوں میں اس کی فرمانبرداری کی جائے اور بعض چیزوں میں اس کی نافرمانی کی جائے، ایسا کبھی نہیں ہوتا، اور اگر ایسا ہو جائے تو بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑتا ہے، سب لوگ جس کو بڑا مانتے ہیں اسی کی مرضی پر چلتے اور اسی کے حکم کو پورا کرتے ہیں۔

اللہ کو اکیلا بڑا ماننے سے انسان کی زندگی پر کیا اثر پڑتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کو اکیلا بڑا ماننے سے انسان کی زندگی پر بہت ہی گہرا اثر پڑتا ہے، سب سے پہلے وہ اپنے آپ کو اور کائنات کی ہر چیز اور طاقت کو چھوٹا اور اللہ تعالیٰ ہی کو اکیلا بڑا سمجھتا ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہیں ڈرتا، ہر آن ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بنا رہتا ہے، انسان کے ذہن پر اللہ تعالیٰ کے بڑے ہونے کا احساس زندگی کے ہر شعبے میں زبردست انقلاب برپا کرتا ہے، چنانچہ انسان کی سیاست اس کے اخلاق و کردار، اس کی معاشرت، تہذیب، و تمدن، اس کی صلح و جنگ اس کے عدل و انصاف وغیرہ غرض سارے کاموں میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا رنگ نظر آتا ہے، انسان کو دن رات یہ احساس رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بڑا ہے، اس لئے وہ حق تلفی، ناانصافی، ظلم و زیادتی، فساد اور بے ایمانی سے دور رہتا ہے، اسی لئے انسان کو اللہ تعالیٰ کی بڑائی مان کر زندگی گزارنا چاہیے۔

جب اللہ تعالیٰ کو بڑا نہ مانا جائے تو کیا نقصان ہوتا ہے؟

جب اللہ تعالیٰ کو حقیقت میں بڑا نہیں مانا جاتا تو انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے، نیز کائنات کی چیزوں کو بھی بڑا سمجھتا ہے، پھر جب کائنات کی چیزوں کو بڑا سمجھتا ہے تو اُن سے نفع کی اُمید اور ضرر کا خوف رکھتا ہے، جس کی وجہ سے ان کی غلامی میں مبتلا ہو جاتا ہے، زندگی کے اکثر کاموں میں اللہ کو ناراض کر کے مخلوق کو خوش کرتا ہے، اور اللہ سے بڑھ کر مخلوق سے محبت اور مخلوق کی اطاعت کرتا ہے اس کی سیاست اس کے اخلاق و کردار اس کی معاشرت تہذیب و تمدن، اس کی صلح و جنگ اور عدل و انصاف میں مخلوق کی بڑائی نظر آتی

ہے، اللہ کی بڑائی کا رنگ نظر نہیں آتا، وہ حق تلفی، ناانصافی، ظلم وزیادتی، فساد اور بے ایمانی سے دور نہیں رہ پاتا۔

نافرمان وباغی انسان اللہ کو صرف زبان سے بڑا مانتے ہیں!

جو لوگ اللہ تعالیٰ پر صحیح ایمان نہیں لاتے اور مخلوقات کو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو برائے نام بڑا مانتے ہیں زبان سے تو اللہ کو بڑا کہتے ہیں مگر عمل سے اللہ کی بڑائی کو نہ تو ظاہر کرتے اور نہ زمین پر اللہ کی بڑائی قائم کرتے ہیں، وہ اللہ کو بڑا ماننے کے ساتھ ساتھ اپنے باپ دادا کو، اپنے سرداروں کو اور اپنے نفس کو بھی بڑا مانتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ وہ باپ دادا کی، نفس کی اور سرداروں کی بھی غلامی کرتے ہیں، یعنی نفسانی خواہشات پر چل کر نفس کی بڑائی کو ظاہر کرتے ہیں، رسم ورواج اور جاہلانہ طریقوں کو اختیار کرکے باپ دادا کی مرضیات کو پورا کرکے باپ دادا کی بڑائی کو ظاہر کرتے ہیں، انسانی قانون کو انسانوں پر نافذ کرکے انسانی بڑائی ظاہر کرتے ہیں۔ زمین کی چیزوں کا خدا کی مرضی کے خلاف استعمال کرکے اپنی بڑائی ظاہر کرتے ہیں، اور اللہ کو بڑا ماننے کے باوجود مخلوقات کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہیں، اور اللہ سے زیادہ مخلوقات سے ڈرتے اور محبت کرتے ہیں، وہ برائے نام صرف اللہ کو بڑا مانتے ہیں، مگر دن رات غیروں کی غلامی کرتے ہیں وہ اپنی عبادت گاہوں میں تو اللہ کا نام لیتے ہیں مگر ان کی اجتماعی وانفرادی زندگی میں اللہ کی بڑائی کا کوئی تصور ہی نظر نہیں آتا، چنانچہ سینکڑوں انسان اللہ کو بڑا مانتے اور زبان سے اس کا ذکر کرتے ہیں مگر ان کے کاروبار، ان کے معاملات، ان کے اخلاق، ان کی معاشرت اور ان کی سیاست میں کہیں بھی اللہ کی بڑائی ظاہر نہیں ہوتی، ان کے اوقات گذارنے کے طریقوں، ان کے کمانے اور خرچ کرنے کے راستوں میں اللہ کے بڑا ہونے کا کوئی تصور ہی نہیں ہوتا، وہ ہمیشہ انسانی مرضی اور انسانی ضابطوں اور جاہلانہ رسم ورواج ہی کے تحت زندگی گذارتے ہیں۔

مسلمانوں کی غفلت کا حال

(اللہ تعالیٰ کو بے شعوری کے ساتھ بڑا مانتے ہیں)

مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو اللہ تعالیٰ کو بڑا مانتی تو ہے اور ہر روز دن میں پانچ مرتبہ مسجدوں میں اذان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے بڑے ہونے کا اقرار سنتی اور کرتی تو ہے نیز نماز کی ہر رکعت میں اللہ اکبر کی تسبیح بار بار پڑھتی تو ہے، مگر مسجد سے باہر ان کی محفلوں، اُن کی تجارتوں اور ان کی معاشرت میں کہیں بھی اللہ تعالیٰ کی بڑائی ظاہر نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو بار بار ماننے کے باوجود ان کے عمل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صرف مسجدوں کی حد تک ہی اللہ تعالیٰ کو بڑا مانتے ہیں، اور مسجدوں کے باہر وہ بھی غیروں کی طرح اپنے نفس کو، اپنے باپ دادا کو، اپنے لیڈروں کو بڑا مانتے ہیں مسجد سے باہر ان کے کاروبار، ان کی معاشرت ان کی عدالت، اُن کی حکومت، ان کے معمولات، ان کی اخلاقیات اور اُن کی دوستی اور دشمنی میں اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں چلتی، بلکہ مخلوقات کی مرضی چلتی ہے، مسجد کے باہر ان کے تمام کاموں میں اللہ بڑا نہیں، بلکہ مخلوقات بڑی ہوتی ہیں اس لئے وہ اپنے عمل سے مخلوقات ہی کی مرضیات کو ظاہر کرتے ہیں۔

چنانچہ وہ کلمہ پڑھنے، قرآن کو کتاب الٰہی ماننے اور اللہ تعالیٰ کو اللہ اکبر کہنے کے باوجود غیروں کے قانون کو اپنا کر اپنی حکومتیں چلاتے ہیں، غیروں کے طریقوں پر فیصلے کرتے، غیروں کی طرح تجارت و کاروبار کرتے، وہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی قانون الٰہی کو پوری طرح سے اپنی ذات پر تک نافذ کرنا ہی نہیں چاہتے اور معاشرتی رسم ورواج اور جاہلانہ زندگی اپنا کر، ناجائز طریقوں سے ایک دوسرے کا مال کھا کر نفس کی اطاعت کرتے اور شیطانی طریقوں پر مال خرچ کر کے شیطان کی بڑائی کو ظاہر کرتے ہیں، آج کل تو زبان سے جزاک اللہ اور الحمدللہ کے کلمات ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور تعریف ظاہر کرنے کے بجائے گالی گلوچ کے الفاظ سے شیطانی بڑائی ظاہر کی جاتی ہے، اور گالیاں بکنا فخر کی بات سمجھی جاتی ہے۔

اللہ کو بڑا ماننے کے معنیٰ کیا ہیں؟

اللہ تعالیٰ کو بڑا ماننے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان صرف زبان سے اللہ اکبر کہے اور کہتا رہے لیکن عمل سے اس کی نافرمانی کرے، صرف زبان سے اللہ اکبر کہہ لینے سے اللہ تعالیٰ کو بڑا ماننا نہیں ہوگا، بلکہ صحیح معنیٰ میں بڑا ماننا اس وقت ہوگا کہ جب انسان اپنی زبان کے ساتھ ساتھ عمل سے بھی اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو ظاہر کرے، یعنی زبان سے اللہ اکبر کہے اور عمل سے اللہ تعالیٰ کی غلامی کرے۔ (مثال رہبری کے لئے ہے برابری کے لئے نہیں)

اگر کوئی لڑکا اپنے والد کو زبان سے بڑا کہے اور اعلان کرے کہ میرے گھر میں سب سے بڑے میرے والد ہیں پھر والد کا حکم نہ مانے یا والد کے حکم کے خلاف چلے تو یہ ماننا صحیح معنیٰ میں ماننا نہیں، کسی ملک میں بادشاہ کو بڑا مانا جائے اور بار بار اس کا اعلان کیا جائے مگر اس کی اطاعت نہ کی جائے تو یہ بڑا ماننا صحیح معنیٰ میں ماننا نہیں ہے۔

بڑائی ماننے کے لئے تین شرائط کا پورا کرنا ضروری ہے

۱۔ زبان سے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اقرار و اعلان کرنا ہوگا۔

۲۔ ہر عمل میں اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت اور فرمانبرداری کر کے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو ظاہر کرنا ہوگا۔

۳۔ زمین کے تمام کاروبار اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق انجام دے کر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو زمین پر قائم کرنا ہوگا۔

اگر کسی مجبوری و محتاجی کی وجہ سے کوئی شرط پوری نہ کر سکے تو دل میں تینوں شرائط پر عمل کرنے کی تڑپ اور فکر لئے رہے اور باطل طریقہ پر کوئی کام کرنا پڑے تو بدرجہ مجبوری کر تو لے لیکن نفرت اور کراہیت کے ساتھ کرے۔

ایمان والوں کی ذمہ داری ہے کہ زمین پر اللہ کی بڑائی کو قائم کریں

وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو۔ (المدثر)

اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو اپنے ماننے والوں کی اللہ اکبر کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کی تعلیم دیتا اور انسانوں کی پوری زندگی کو اللہ تعالیٰ کی طرف موڑ دیتا ہے اس لئے ایمان والوں کا کام ہے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا وفادار بندہ بنائیں اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اعلان کر کے زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کریں، اور زمین کے تمام کاروبار اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق انجام دے کر کفر و شرک کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو زمین پر قائم کریں، کیونکہ حقیقی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، مسلمان زمین پر اپنے آپ کو خلیفۃ الارض سمجھیں اور اللہ کے بندوں کو اللہ کی عبادت واطاعت کی دعوت دیں اور خود بھی اللہ تعالیٰ کا وفادار بنا رہے۔

عمل سے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو ظاہر کرنے کا طریقہ

عمل سے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو ظاہر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اذان کے ساتھ ہی مسجدوں کا رخ کر کے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا غلام اور بندہ ظاہر کریں اور نماز ادا کر کے اپنے آپ کو اصغر (چھوٹا) اور اللہ تعالیٰ کو بڑا (اکبر) سمجھیں۔

زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا مجبور ومحتاج بندہ ثابت کریں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے حاجت روائی کی نہ امید رکھیں اور نہ اس کی التجاء کریں، اپنے جسم اور اعضاء کو اللہ کی بھرپور اطاعت میں لگائیں، داڑھی، پردہ، گفتگو اور نماز کی پابندی کے ذریعہ اللہ کی بڑائی کو ظاہر کریں۔

مال چاہے کتنے ہی راستوں سے آتا ہو، اگر آپ اللہ تعالیٰ کو بڑا مانتے ہوں تو صرف اسی راستے سے مال حاصل کریں جس راستے سے اللہ خوش ہوتا ہے، اور مال کے خرچ کرتے وقت مال کو صرف اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھیں اور اپنے آپ کو مال کا چوکیدار سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق خرچ کریں۔

دوستی و دشمنی میں نفس کا ساتھ نہ دے کر اللہ تعالیٰ کے واسطے دوستی اور اللہ تعالیٰ کے واسطے دشمنی کر کے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو ظاہر کریں۔

زمین پر اللہ کی بڑائی کو قائم کرنے کا طریقہ

زمین پر حکومت واقتدار اور عہدہ وکرسی ملے تو اپنے آپ کو مطلق العنان بادشاہ نہ سمجھیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا جواب دہ سمجھیں اور زمین پر انسانی قانون نافذ کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ کر کے خود کو اور تمام لوگوں کو اُسی قانون کا پابند بنائیں، انسانی قانون کو نافذ کرنا شرک سمجھیں، عدالت کے تمام فیصلے، صلح اور جنگ کے طریقے قانون الٰہی کے مطابق کر کے زمین پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو قائم کریں، تجارت اور لین دین میں سودی کاروبار کا خاتمہ کریں، غرض یہ کہ زندگی کے تمام شعبوں میں حضرت محمد ﷺ کی اتباع کر کے ،اللہ تعالیٰ کی بڑائی ظاہر کریں، مومن بندہ اللہ کے سامنے جواب دہی کے تصور کے سبب کوئی بھی کام من چاہی طریقے پر نہیں کرتا بلکہ اللہ کی ہدایات کے مطابق انجام دیتا ہے کیونکہ بندے کا فریضہ ہے کہ وہ اللہ کی بڑائی کو اطاعت اور فرمانبرداری کے ذریعہ ظاہر کرتا رہے۔

اللہ اکبر کے ذریعہ یہ احساس دلایا جا رہا ہے کہ تم اپنے اعضاء پر اختیار رکھتے ہوئے اور زمین پر حکومت واقتدار ملے تو اللہ کی بڑائی کو کبھی مت بھولو! تم یہ بات اچھی طرح یاد رکھو کہ ساری کائنات میں اقتدار صرف اللہ ہی کا ہے، اور زمین پر بھی تم کو اپنے نزدیک سب سے بڑا اللہ ہی کو ماننا ہوگا، اور زمین کی تمام باطل طاقتوں سے منہ موڑ کر شرک، کفر اور نفس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو قائم کرنا ہوگا، کیونکہ تمہاری کامیابی اسی میں ہے۔

اگر تم نے اللہ تعالیٰ کی زمین پر رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی غذائیں کھاتے ہوئے اللہ کی ہوا اور پانی استعمال کرتے ہوئے نماز میں اللہ کو اللہ اکبر مان کر بھی کسی اور کی اطاعت وغلامی کی تو تم نے گویا اللہ تعالیٰ کو حقیقت میں بڑا نہیں مانا، یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ ایک انسان نماز میں تو اللہ تعالیٰ کو بڑا مانے لیکن جب مسجد سے باہر نکل کر نکاح کی محفلوں میں وہ اپنے باپ دادا کو بڑا مانے، گھر میں ناچ گانے سن کر نفس کو بڑا مان لے، مال کمانے اور خرچ کرنے میں شیطان کو بڑا مان لے، بے پردگی کے ساتھ سڑکوں پر گھومنے میں نفس کو بڑا مان لے اور زندگی گذارنے میں انسانی قانون کو بڑا مان لے۔

ایک انسان جب اللہ کے بڑا ہونے کا اقرار کرتا ہے تو اس اقرار کا اس کی زندگی پر اثر پڑنا بہت ضروری ہے، اگر اثر نہیں پڑ رہا ہے تو حقیقت میں اس نے اللہ کو بڑا نہیں مانا، اور اس کا اللہ کو بڑا ماننا حلق سے نیچے نہیں اُترا۔

اسلام زبردستی انسان سے اللہ کی بڑائی کا اقرار نہیں کروا رہا ہے

حقیقت اور سچائی یہ ہے کہ پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے، سب اس کے مجبور ومحتاج ہیں وہی سب کا حاکم ومختار ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ ہی کو بڑا ماننا ایک حقیقت اور سچائی ہے، اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو بناتا اور پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہی ہر ایک کو فنا کرتا اور موت دیتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی ہر ایک کی ہر عمر اور ہر گھڑی میں ہر ضرورت کو پورا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی ہر ایک کی حفاظت اور مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا علم رکھتا ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں، اسی لئے اُسی کو بڑا ماننا سچائی اور حق ہے، اور عین فطرت کے مطابق ہے، اگر اس کو بڑا نہ مانا جائے تو یہ ایک جھوٹ ہوگا، فطرت کے خلاف ہوگا۔

خلیفہ کی حقیقت

خلیفہ خود مالک نہیں ہوتا بلکہ مالک کا قائم مقام ہوتا ہے، اس کے اختیارات ذاتی نہیں ہوتے بلکہ مالک کے عطا کردہ ہوتے ہیں، وہ اپنے منشاء کے مطابق کام کرنے کا حق نہیں رکھتا بلکہ اس کا کام مالک کے منشاء کو پورا کرنا ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو چھوٹا اور مالک کو بڑا سمجھتا ہے، اگر وہ خود اپنے آپ کو مالک سمجھ بیٹھے اور اختیارات کو من مانی طریقہ سے استعمال کرنے لگے یا اپنے مالک کے سوا کسی اور کو مالک تسلیم کرکے اُس کی منشاء اور احکام کی پیروی اور تعمیل کرنے لگے تو یہ سب غداری اور بغاوت کے افعال ہوں گے۔

کائنات کے ذرّہ ذرّہ پر اللہ ہی کی بڑائی ہے

☆ وہ اکیلا خالق ہے اس لئے اکبر ہے: انسان، جن، فرشتے، نباتات، حیوانات، جمادات، زمین، آسمانوں، چاند، سورج، ستاروں، سیّاروں، ہوا، پانی، پہاڑوں، کائنات

کے ذرہ ذرہ کا بنانے اور پیدا کرنے والا خالق اکیلا اللہ تعالیٰ ہے اس لئے وہ اکبر ہے۔

☆ **وہ اکیلا رب ہے اس لئے اکبر ہے:** انسان، جن، فرشتے، نباتات، حیوانات، جمادات، زمین، آسمانوں، چاند، سورج، ستاروں، سیاروں غرض یہ کہ کائنات کے ذرہ ذرہ کی پرورش نگہداشت کرنے والا رب اکیلا اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے وہ اکبر ہے۔

☆ **وہ اکیلا حاکم واقتدار والا ہے اس لئے اکبر ہے:** زمین، آسمانوں، چاند، سورج، ستاروں، سیّاروں، ہوا، پانی، چرند پرند، درخت، پودوں، پہاڑوں، انسانوں، جنّوں، فرشتوں غرض یہ کہ کائنات کے ذرہ ذرہ پر اسی کی حکومت واقتدار ہے وہ ہی اکیلا شہنشاہِ کائنات ہے اس لئے وہ اکبر ہے۔

☆ **وہی اکیلا قادر ہے اس لئے اکبر ہے:** کائنات کے ذرّہ ذرّہ پر ہر قسم کی قدرت رکھنے والا قادر اکیلا اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لئے وہ اکبر ہے۔

☆ **وہی اکیلا رزاق ہے اس لئے اکبر ہے:** کائنات کی ہر مخلوق کو ہر گھڑی اور ہر آن رزق کا دینے والا رزاق اکیلا اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لئے وہ اکبر ہے۔

☆ **یومُ الحساب کے دن کا وہ اکیلا مالک ہے اس لئے اکبر ہے:** قیامت یعنی حساب وکتاب کے دن کا وہ اکیلا مالک ہے، جزا اور سزا دینے اور معاف کرنے کا حق صرف اکیلے اسی کو ہے، اس لئے وہ اکبر ہے، کائنات کا ہر ذرہ اسی کا محتاج ہے کسی اور کا محتاج نہیں اس لئے وہ اکبر ہے کائنات کا ہر ذرہ اسی کی ملکیت ہے کوئی دوسرا اس کی ملک میں شریک نہیں اس لئے وہ اکبر ہے۔

☆ **آسمانوں پر اُسی کی بڑائی ہے:** جس کی وجہ سے آسمان بغیر ستونوں کے ہمارے سروں پر قائم ہیں جب اس کا حکم ہوگا ان کے دروازے کھول دئے جائیں گے۔

☆ **ہواؤں پر اُسی کی بڑائی ہے:** جس کی وجہ سے وہ کبھی گرم کبھی ٹھنڈی اور کبھی تیز آہستہ اور کبھی طوفانی شکلوں میں چلتی ہیں اور اُسی کے حکم سے بادلوں کو اڑالاتی ہیں۔

☆ **بادلوں پر اُسی کی بڑائی ہے:** جس کی وجہ سے وہ کبھی برستے اور کبھی نہیں برستے اور موسم شروع ہوتے ہی آسمانوں پر نظر آتے ہیں۔

☆ **پانی اور سمندروں پر اُسی کی بڑائی ہے:** جس کی وجہ سے ہزاروں ٹن وزنی جہاز سمندروں کی پیٹھ پر تیرتے نظر آتے ہیں اور پانی کبھی آہستہ کبھی تیز طوفانی شکل میں برستا ہے اور زمین پر سیلاب آجاتا ہے۔

☆ **جانوروں پر اُسی کی بڑائی ہے:** جس کی وجہ سے وہ انسانوں کی اطاعت کرتے اور سواری، غذاء اور حمل ونقل کا کام انجام دیتے ہیں۔

☆ **زمین پر اُسی کی بڑائی ہے:** جس کی وجہ سے وہ قرار کے ساتھ ٹھہری ہوئی ہے جب اس کا حکم چلتا ہے تو زلزلے لاتی ہے اور سوکھ کر مردہ بھی ہو جاتی ہے، سیکڑوں مخلوقات کو مالک کے حکم سے اپنے اوپر سنبھالی ہوئی ہے۔

☆ **نباتات پر اُسی کی بڑائی ہے:** جس کی وجہ سے وہ ہر موسموں میں پھل دیتے اور انسانوں کی مختلف ضروریات پوری کرتے ہیں۔

☆ **فرشتوں پر اُسی کی بڑائی ہے:** جس کی وجہ سے وہ کائنات کے مختلف کام انجام دیتے اور اُسی کے حکم کو پورا کرتے ہیں۔

☆ **سورج چاند، ستاروں سیّاروں پر اُسی کی بڑائی ہے:** جس کی وجہ سے وہ دن رات گردش کرتے رہتے ہیں، کبھی ایک دوسرے سے نہیں ٹکراتے، وقت پر طلوع ہوتے، وقت پر غروب ہوتے ہیں اور کبھی گہن لگ کر بے نور ہو جاتے ہیں۔

☆ **انسانوں پر اُسی کی بڑائی ہے:** جس کی وجہ سے کسی کو زمین کے کسی حصہ پر بادشاہت ملتی ہے اور کسی سے بادشاہت چھین لی جاتی ہے، کسی کو عزت ملتی ہے کسی کو ذلیل کر دیا جاتا ہے، کسی کو زندگی ملتی ہے کسی کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے، کسی کو صحت و تندرستی ملتی ہے کسی کو بیمار کر دیا جاتا ہے، کسی کو راحت وسکون ملتا ہے کسی کو بے سکونی ملتی ہے، کسی کو کامیابی ملتی ہے کسی کو ناکامی ملتی ہے، اس کے سامنے انسان مجبور ہی مجبور، محتاج ہی محتاج، عاجز ہی عاجز ہے کائنات کے تمام خزانوں کی کنجیاں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

☆ اُس کی بڑائی کا یہ عالم ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ سوائے انسان اور جن کے اُس کی تسبیح بیان کرتا ہے اُسی کے آگے سجدہ ریز ہے، اُسی کی اطاعت وفرمانبرداری کر رہا ہے،

اُسی کی حمد وثنا بیان کرتا ہے اور اُسی کا سہارا چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور کبریائی کو دن میں پانچ مرتبہ اذان میں اور نماز کی ہر رکعت میں اللہ اکبر کے کلمات کے ساتھ یاد دلایا جارہا ہے تا کہ انسان چوبیس گھنٹے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو یاد رکھے اور اپنے آپ کو حقیر اور چھوٹا سمجھے اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی میں زندگی گذارے، افسوس انسان کی غفلت، نادانی اور کم علمی کا یہ عالم ہے کہ بیوی شوہر کو بڑا مانتی ہے تو اس کا ڈر خوف رکھ کر اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرتی ہے، اولاد ماں باپ کو بڑا مانتی اور انہی کا ڈر خوف رکھ کر فرمانبرداری اور اطاعت کے لئے دوڑتی ہے، استاذ کو بڑا مان کر اس کی فرمانبرداری کی جاتی ہے، بادشاہ، صدر، حاکم کو بڑا مان کر ان کی غلامی کی جاتی ہے، سردار کو بڑا مان کر قبیلے والے غلامی کرتے ہیں، خاندان میں باپ دادا کو بڑا مان کر ان کا احترام کیا جاتا ہے اور ان کی فرمانبرداری واطاعت کی جاتی ہے، مگر انسان اپنے مالک اور آقا کو ہر روز بڑا مان کر اور اس کی بڑائی کا اقرار وعہد کر کے بھی نہ اس سے ویسا ڈرتا ہے جیسا کہ ڈرنا چاہئے اور نہ اس کی ویسی غلامی کرتا ہے جیسے کرنا چاہئے، وہ اپنے مالک کا نافرمان بن کر اپنی یا انسانوں کی بڑائی میں زندگی گذارتا ہے۔

اس کی بڑائی کی مختصر تفصیل یہ ہوسکتی ہے کہ

☆ وہ ایسا حاکم ہے کہ کوئی اُس پر حکومت کرنے والا نہیں ☆ وہ ایسا مالک ہے کہ کوئی اُس کا مالک نہیں ☆ وہ ایسا خالق ہے کہ کوئی اُس کا خالق نہیں ☆ وہ ایسا رب ہے کہ کوئی اس کا رب نہیں ☆ وہ ایسا قادر ہے کوئی اُس پر قادر نہیں ☆ وہ ہر ایک کا حساب لینے والا ہے کوئی اُس کا حساب لینے والا نہیں ☆ وہ ہر ایک پر رحم کرنے والا ہے اُس جیسا رحم کرنے والا کوئی دوسرا نہیں ☆ وہ ہر ایک کی مدد کرنے والا ہے اُس جیسا مدد کرنے والا کوئی دوسرا نہیں ☆ وہ جب کسی کو سزا دینے پر آتا ہے تو کوئی دوسرا بچا نہیں سکتا، ☆ وہ جب کسی کو بچانا چاہتا ہے تو کوئی دوسرا نقصان نہیں پہونچا سکتا، ☆ اُس کے مرضی ومنشاء کے بغیر کائنات کا ایک ذرہ حرکت نہیں کرسکتا۔ ☆ اُس کی مرضی ومنشا کے بغیر کوئی کسی کو نہ نقصان

پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ وہ اپنی خدائی میں تنہا و یکتا اور اکیلا ہے، ☆غرض یہ کہ وہی سب سے بڑا اور اکبر ہے اس سے بڑا کوئی نہیں اور اس جیسا کوئی نہیں اُس کے برابر کا کوئی نہیں، ☆اس کو کسی نے بڑا نہیں بنایا، وہ خود سے ہمیشہ سے بڑا تھا، بڑا ہے اور ہمیشہ بڑا ہی رہے گا، اسی لئے ایک ایمان والا بار بار اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند کر کے دنیا کے دوسرے انسانوں کو اللہ کی بڑائی کا تعارف کراتا ہے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہلوا کر اور سنا کر کس چیز کی تربیت دی جارہی ہے؟

ذرا غور کیجئے کہ حالت نماز کی ہر رکعت میں بار بار اللہ اکبر کا اقرار کیوں کروایا جارہا ہے؟ اور اذان کے ذریعہ دن میں پانچ مرتبہ کانوں میں اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا کیوں ڈالی جارہی ہے؟ اسلام نے تو یہ تعلیم دی ہے کہ ہر اچھا کام بسم اللہ کہہ کر شروع کریں، مگر نماز میں خاص طور پر شریک ہونے، داخل ہونے کے لئے اللہ اکبر کے ذریعہ شریک ہونے کا طریقہ آخر کیوں رکھا گیا؟ اس پر غور کرنے سے یہ حکمت نظر آتی ہے کہ انسان کی فطرت، مزاج اور طبیعت ایسی ہے کہ وہ جس کو بڑا مانتا ہے اسی کی اطاعت وغلامی کرتا ہے، اسی کے حکموں پر دوڑتا ہے اور اسی کا احترام وتعظیم کرتا ہے، انسان کی اسی فطرت کے مطابق اس کو دن میں پانچ مرتبہ اس کے کانوں میں اور نماز کی ہر رکعت میں اللہ اکبر کہنے اور سننے کا طریقہ رکھا گیا؛ تاکہ چاہے وہ بادشاہ ہو، چاہے وزیر اعظم ہو، چاہے صدرِ مملکت ہو، چاہے بڑا دولت مند ہو، دنیا کا سب سے زیادہ علم والا انسان ہو، زبردست اثر ورسوخ اور اقتدار وقوت رکھنے والا ہو، قوم کا لیڈر اور سردار ہو، عدالت کا جج ہو، فوج کا سپہ سالار ہو، غرض امیر ہو یا غریب، مرد ہو یا عورت ہر ایک کو یہ احساس اور سبق یاد دلایا جارہا ہے کہ وہ بڑا نہیں؛ بلکہ صرف اللہ ہی سب سے بڑا ہے، اس جیسی طاقت، قدرت اور اقتدار کسی کا نہیں، اللہ کے سامنے انسان بے حیثیت، معمولی اور کمزور ومحتاج ہے، اس کی حکومت اس کی فوج، اس کی دولت، اس کے ہتھیار اور اس کا علم اللہ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے، اس کو چاہئے کہ وہ دنیا کی زندگی میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہر اعتبار سے بڑا مان کر اللہ تعالیٰ کی بڑائی ہی میں زندگی

گذارے، اسی میں اس کی کامیابی اور فلاح ہے، اگر وہ ایمان سے خالی رہ کر صرف زبان سے اللہ کو بڑا مان کر عمل سے اللہ کی بڑائی کو ظاہر نہیں کرے گا اور شیطان کی اطاعت وغلامی کرے گا یا شیطان کے بہکاوے میں آ کر اللہ کا سرکش، غدار، باغی اور نافرمان بنا رہے گا اور اللہ کی بڑائی کی جگہ اپنی بڑائی قائم کرے گا تو اس کا یہ عمل کھلی دلیل ہوگی کہ اس نے اللہ کو بڑا نہیں مانا، اس کے نزدیک اللہ بڑا نہیں ہے اور وہ اللہ کی دی ہوئی آزادی واختیار کا غلط استعمال کر رہا ہے۔

اگر ایک مسلمان بھی زبان سے نماز کی ہر رکعت میں اللہ کا رسمی اقرار کر کے اور اللہ اکبر کی حقیقت کو نہ جانے تو نماز کے بعد والی زندگی، مسجد سے باہر کی زندگی میں شیطان اور نفس کا غلام بنے گا اور زمین پر اللہ کے قانون کے بجائے اپنا قانون یا دوسرے انسان کا قانون نافذ کرے گا اور اللہ کی نعمتوں کو اپنی مرضی پر استعمال کر کے من چاہی زندگی گذارے گا اور اعضاء کے ذریعہ عمل سے ظاہر کرے گا کہ وہ اللہ کے مقابلہ نفس اور شیطان کو بڑا مانتا ہے، اس کی زندگی اور غیر مسلموں کی زندگی میں کوئی فرق باقی نہیں رہے گا۔

اللہ کو بڑا ماننے میں صحابہؓ اور ہماری زندگیوں میں فرق کیا ہے؟

چنانچہ جس طرح غیر مسلم اللہ کی بڑائی میں زندگی نہیں گذارتے؛ صرف زبان کی حد تک بڑا مانتے ہیں اور اللہ کے بندوں پر اپنی خدائی چلاتے ہیں، رب چاہی زندگی سے دور من چاہی زندگی گذارتے ہیں، اسی طرح موجودہ زمانہ میں بے شعور ایمان سے کمزور انسان اسلام کی صرف نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، پردہ اور داڑھی کی حد تک پابندی کر لیتے ہیں اور زندگی کے باقی کاروبار میں شیطان کی غلامی میں زندگی گذارتے نظر آتے ہیں، وہ مسجد میں اور حالتِ نماز میں بار بار اللہ اکبر کا اقرار کرتے ہیں، مگر مسجد سے باہر اللہ کی اطاعت وغلامی سے دور رہتے ہیں، اور بہت بڑی تعداد نماز ہی نہیں پڑھتی اور بے پرواہ پھرتی ہے، اپنے جسم کے اعضاء پر تک اللہ کی بڑائی قائم نہیں کرتی، صرف جسم کے نام سے مسلمان بنی رہتی ہے۔

چنانچہ بہت زمانہ پہلے سے آج تک مسلم حکومتوں، ان کی عدالتوں، ان کی پارلیمنٹ، ان کے دفاتر، کمپنیوں، بازاروں، دُکانوں، کاروبار، معاملات، تجارتوں، لین دین، شادی

بیاہ، رشتہ داری، دوستی ودشمنی، اجتماعی وانفرادی زندگی، معاشرتی واخلاقی زندگی، یہاں تک کہ کثیر تعداد کی عقائد وعبادات والی زندگی میں بھی اللہ کی بڑائی نہ تھی اور نہ اب نظر آتی ہے، وہ یا تو نفسانی خواہشات یا قوم کی بڑائی اور محبت یا وطن کی محبت یا غیر مسلموں کی غلامی میں زندگی گذار رہے ہیں، حالانکہ حالتِ نماز میں اللہ اکبر کا اقرار کرتے ہیں مگر ان کا قول الگ ہے اور فعل الگ ہے، وہ اللہ کو بڑا مانتے ہوئے اولاد مخلوق سے مانگتے، روزگار مخلوق سے مانگتے، صحت وتندرستی مخلوق سے مانگتے، منتیں ومرادیں مخلوق سے مانگتے، سجدے مخلوق کو کرتے ہیں، کعبۃ اللہ کے بجائے دوسری جگہوں کا طواف کرتے، اور اللہ کے مقابلہ غیروں کی طاقت وقوت سے ڈرتے ہیں، گذرے ہوئے انسانوں کو مدد کے لئے پکارتے ہیں، کیا اللہ کو اس طرح بڑا ماننا صحیح معنیٰ میں بڑا ماننا ہے؟ کیا اللہ صرف انسان کو زبان کی حد تک بڑا ماننے کے لئے اللہ اکبر کا اقرار بار بار کروا رہا ہے؟

ذرا غور کیجئے کہ جب انسان اپنے باپ یا شوہر یا حکومت کو بڑا مانتے ہیں تو کیا صرف چند چیزوں میں بڑا مان کر باقی اعمال ان کی نافرمانی و بغاوت میں کرتے ہیں؟ صرف چند اعمال میں ان سے ڈرتے اور باقی اعمال میں کیا نڈر بنے رہتے ہیں؟ دنیا میں جب اولاد ماں باپ کو اور بیوی شوہر کو بڑا مانتی ہے تو ان کی نافرمانی کرنے سے ڈرتی ہے، حکومت کی فوج، پولیس اور دفاتر کے افسر حکومت کی بھرپور وفاداری کرتے ہیں، تو پھر جب ہم حزب اللہ یعنی اللہ کی جماعت ہیں اور اللہ کی جماعت ہو کر اللہ ہی کو بڑا مانتے ہیں؛ جبکہ اللہ ہی حقیقت میں سب سے بڑا ہے، تو زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ کی بڑائی میں زندگی کیوں نہیں گذارتے؟ اللہ اکبر کا اقرار کرکے جاہلانہ رسم ورواج، یہود ونصاریٰ کے کلچر، نماز سے غیر حاضری، بے پردگی اور فحش کلامی کیوں کرتے ہیں؟

اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم نے اللہ کی بڑائی کی حقیقت کو جانا اور سمجھا ہی نہیں، ہم حکومت، ماں باپ اور شوہر کی بڑائی تو جانتے اور مانتے ہیں مگر اللہ کی بڑائی کو نہ جانتے ہیں اور نہ مانتے ہیں، خاندانی، نسلی اور بے شعوری طور پر اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، اللہ کی بڑائی صرف زبان کی حد تک ہے، حلق سے نیچے دل میں نہیں اُتری۔

باپ، شوہر، حکومت کو تو پہچانتے ہیں اور ان کی بڑائی سے واقف ہوتے ہیں، ان سے ڈرتے اور مکمل فرمانبرداری کرتے ہیں اور یہ احساس بھی رکھتے ہیں کہ ان کی نافرمانی کی جائے تو ان کو بڑا ماننا صحیح معنیٰ میں بڑا ماننا نہیں ہوگا، ان کی بڑائی دل میں اُتری ہوئی ہے، ان کی نافرمانی کرنے سے وہ ناراض ہوجائیں گے، کھانا کپڑا بند کردیں گے، گھر میں رہنے نہیں دیں گے، جائیداد سے محروم کردیں گے، سزا دیں گے، مگر اللہ سے ایسا خوف اور ڈر نہیں، اولاد کو احساس رہتا ہے کہ ماں باپ گھر میں رکھتے ہیں، کپڑے بناتے، غذائیں، میوہ اور مٹھائی لاتے ہیں، کتابیں اور فیس دیتے ہیں، ان کی ساری ضرورتیں پوری کرتے، سارے گھر پر ان کا کنٹرول ہے، بیماری پر دوا کرتے ہیں، اس لئے وہ بڑے ہیں اور ان کی اطاعت کرنا لازم وضروری ہے، مگر اللہ کے ساتھ یہ احساس کیوں نہیں؟ کہ وہ ناراض ہوجائے تو جہنم میں ڈال دے گا، سزا دے گا، آخرت کی نعمتوں سے محروم کردے گا، آخر ہر نماز میں اللہ اکبر کہنے کے باوجود یہ کلمہ اور اس کی حقیقت دلوں میں کیوں نہیں اُتر رہی ہے؟ کیوں اللہ کی بڑائی حلق سے نیچے نہیں اُتر رہی ہے؟ باپ اور شوہر کی ناراضگی کا تو احساس ہے مگر اللہ کی ناراضگی کا احساس کیوں نہیں؟

یاد رکھئے! جو چیز صرف زبان سے مانی جاتی ہے مگر دل میں نہیں اُترتی، اس کا اظہار اعضاء سے نہیں ہوتا، اس طرح کسی چیز کا صرف اقرار کرنا اور ماننا دراصل ماننا نہیں ہوتا؛ وہ جھوٹ کے درجہ میں رہتا ہے، اس قسم کی کیفیت منافقوں کی ہوتی ہے اور جو چیز زبان سے مان کر دل میں اتر جاتی ہے اس کا اظہار خود بخود جسم کے اعضاء سے ہوتا ہے، اس کو ماننا حقیقتاً ماننا کہتے ہیں، یہی کیفیت ایمان والوں کی ہوتی ہے، صحابہ کرامؓ اللہ اکبر کی حقیقت جانتے تھے، وہ زبان کے ساتھ ساتھ دل سے بھی اللہ کو بڑا مانتے تھے، اسی لئے وہ مسجد سے باہر زندگی کے تمام کاروبار میں اللہ کی بڑائی کے ساتھ زندگی گذارتے تھے، وہ ہماری طرح صرف زبان سے اللہ اکبر نہیں کہتے؛ بلکہ عمل سے اس کا اظہار کرتے تھے کہ وہ صرف اللہ کو بڑا مانتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کی حکومت واقتدار، ان کی عدالت، دُکان، تجارت، نوکری، شادی بیاہ، دوستی ودشمنی، گھروں، محلوں، معاملات، اخلاقیات، معاشرت،

عبادات اور عقائد میں اللہ ہی بڑا ہوتا تھا، وہ اللہ کو چھوڑ کر مخلوق کی طرف کبھی رُخ نہیں کرتے تھے، وہ ہماری طرح صرف جمعہ کو نماز پڑھنا فرض نہیں سمجھتے تھے، وہ سنتوں کو چھوڑ کر یہود ونصاریٰ کے کلچر کو پسند نہیں کرتے تھے، ان کی عورتیں اللہ اکبر کہہ کر بے پردہ و نیم برہنہ نہیں پھرتی تھیں، وہ شادی کے نام پر لوگوں کے گھر نہیں لوٹتے تھے، وہ فضول خرچی کر کے شیطان کے بھائی نہیں بنتے تھے، ان کا تکیہ کلام فحش کلامی اور گالی گلوچ نہیں ہوتا تھا؛ بلکہ انشاء اللہ، ماشاء اللہ، الحمدللہ، سبحان اللہ، جزاک اللہ اور اللہ اکبر ہوتا تھا، وہ اللہ کو چھوڑ کر کسی مخلوق سے اولاد، نوکری، روزی، صحت اور منت ومراد نہیں مانگتے تھے اور نہ اللہ کے علاوہ کسی مخلوق کو سجدہ اور رکوع کرتے تھے، نہ ہی کعبۃ اللہ سے ہٹ کر کسی گھر کا طواف کرتے تھے، وہ اپنے جسم پر بھی اللہ کی بڑائی نافذ کرتے تھے اور زمین پر بھی اللہ کی بڑائی نافذ کرتے تھے، آج ہم نے اللہ کو بڑا مانتے ہوئے مسلم ممالک میں شراب، زنا، جوا، ریس، سود، بے پردگی، سب کچھ جائز رکھا، صحابہؓ کا معاشرہ ایسا معاشرہ نہیں تھا، ہم صرف اللہ اکبر کی صدا کو لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ ساری دنیا کو سنانا چاہتے ہیں، مگر خود اللہ اکبر کے تحت زندگی گذارنا نہیں چاہتے اور نہ اللہ اکبر کی حقیقت کو دلوں میں داخل کیا۔

اس تشریح کی روشنی میں اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ ☆ وہ مسلمان جو ایمان کا دعویٰ کر کے ہر روز پانچ وقت کی نماز کے لئے دُکان اور مکان چھوڑ کر مسجد کا رخ نہیں کرتے اور وہ عورتیں جو گھروں میں رہ کر نماز کی پابندی نہیں کرتیں وہ اپنے عمل سے اللہ کو بڑا ماننے کا ثبوت نہیں دے رہی ہیں، ☆ وہ عورتیں جو ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود نیم برہنہ، بے پردہ، بناؤ سنگھار کر کے غیر مردوں میں بے حجاب بے شرمی اور بے حیائی کے ساتھ آتی ہیں وہ اپنے عمل سے اللہ کو بڑا ماننے کا ثبوت نہیں دے رہی ہیں، ☆ وہ مسلمان جو نماز ادا کرتے ہوئے سنتوں کے خلاف جاہلانہ رسمیں اور بدعات کو اختیار کر رہے ہیں وہ اللہ کو گویا اپنے عمل سے بڑا ماننے کا ثبوت نہیں دے رہے ہیں، ☆ وہ مسلمان جو گذرے ہوئے بزرگوں سے اولاد، روزی، تجارت، نوکری اور منتیں ومرادیں مانگ رہے ہیں اور مخلوق سے دعائیں مانگتے ہیں وہ اللہ کو بڑا نہیں مان رہے ہیں، ☆ وہ مسلمان جو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کر کے یہود و نصاریٰ کے طریقوں سے محبت رکھ کر اسی کلچر پر زندگی گذار رہے ہیں وہ گویا اللہ کو بڑا ماننے کا ثبوت نہیں دے رہے ہیں۔

☆ وہ مسلمان جو رشوت، شادی کے نام پر گھروں کو لوٹتے اور وہ لوگوں کے گھروں، دُکانوں اور زمینوں پر قبضہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور جھوٹے مقدمات ڈالتے ہیں وہ گویا اپنے عمل سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک اللہ بڑا نہیں ہے، مال و دولت بڑے ہیں، وہ مال و دولت کے غلام اور بندے ہیں، ☆ وہ مسلمان جو حکومت واقتدار رکھ کر اللہ کے قانون کو زمین پر نافذ نہیں کرتے اور شراب، جوا، زنا، ریس، سود، ناچ گانا بجانا وغیرہ کی کھلی اجازت دیتے ہیں وہ گویا اپنے عمل سے اللہ کی بڑائی کا انکار کر رہے ہیں، ان کے نزدیک اللہ سے بڑھ کر حکومت واقتدار بڑا ہے۔

ہماری حالت پر افسوس ہے کہ ہم غیر مسلم علاقوں میں رہتے ہوئے کبھی غیر مسلموں کو اللہ اکبر کے معنیٰ تک نہیں سمجھائے، وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ مسلمان اذان میں بادشاہ اکبر کو پکارتے ہیں، اگر مسلمان اذان کا معنیٰ ہی ان کو سمجھا دیں تو دعوتِ دین ہو جائے گی، اکبر نے اپنی بادشاہت، اقتدار اور کرسی کی خاطر دین الٰہی ایجاد کر کے لا الٰہ الاّ اللہ اکبر خلیفۃ اللہ کے الفاظ لوگوں کو پڑھنے پر مجبور کیا اور اللہ کی بڑائی کے مقابلے اپنی بڑائی قائم کیا۔

اہل جنت ہر سانس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد وتسبیح کریں گے

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ ایک پودہ لگا رہے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ان کے پاس سے ہوا، پوچھا: اے ابو ہریرہ! کس کے لئے درخت لگا رہے ہو؟ عرض کیا: اپنے لئے! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر درخت نہ بتاؤں؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! (ضرور بتائیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ** یہ کہنے پر ہر کلمہ کے بدلے تمہارے لئے جنت میں ایک درخت لگایا جائے گا۔ (ابن ماجہ)

☆ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ کا ذکر اتنا اور اس طرح کرو کہ لوگ کہیں کہ یہ دیوانہ ہے۔ (مسند احمد)

☆ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بلندی پر چڑھتے وقت **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** اور نیچے اترتے وقت **سُبْحَانَ اللّٰہِ** اور ہموار راستے پر چلتے وقت **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کہنے کی تلقین فرمائیں۔

☆ ابن ماجہ نے بروایت حضرت انسؓ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کوئی نعمت عطا فرمائے اور وہ اس پر **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کہے تو جو کچھ اس نے لیا ہے اس سے افضل چیز دیدی۔ (ص: ۲۷۰)

☆ حضرت بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی وضاحت میں لکھا ہے کہ حمد و شکر کی توفیق اور دوسری نعمتیں بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق پر منحصر ہیں۔

☆ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ساری دنیا کی نعمتیں کسی ایک شخص کو حاصل ہو جائیں اور وہ اس پر **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کہہ لے تو یہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** دنیا کی ان تمام نعمتوں سے افضل ہے۔

انسان کو اپنے ہر جوڑ کا ہر روز صدقہ دینا ضروری ہے

انسانوں میں سب لوگ دولتمند اور امیر نہیں ہوتے، امیر آدمی ہر روز صدقہ دے سکتا ہے مگر غریب انسان کے لئے ہر روز صدقہ دینا بہت مشکل ہے، اللہ نے انسانوں کی سہولت کے لئے اس طرح آسانی فرمادی۔

☆ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے ہر جوڑ پر صبح کو ایک صدقہ ضروری ہے، پس ہر تسبیح سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، ہر تحمید الحمدللہ کہنا صدقہ ہے، ہر تہلیل **لا الٰہ الا اللّٰہ** کہنا صدقہ ہے، ہر تکبیر **اللّٰہُ اکبر** کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے، ان سب کاموں سے وہ دو رکعتیں کافی ہو جاتی ہیں، جو انسان چاشت کے وقت پڑھے۔ (مسلم، ریاض الصالحین)

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ غریب سے غریب انسان بغیر مال و دولت

کے صدقہ کر سکتا ہے، اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ صدقہ صرف مال ہی خیرات کرنا نہیں، جانور ذبح کرنا ہی نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی آسانی اور رحمت ہے۔

دولت مندوں کے برابر نیکیاں حاصل کرنے کا آسان طریقہ!

☆ ایک اور روایت میں حضرت ابوذرؓ سے یہ ہے کہ کچھ لوگ بارگاہ رسالت میں آکر عرض کئے: یارسول اللہ ﷺ! مال دار لوگ ہم سے زیادہ اجر لے لیتے ہیں، وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں، وہ روزے رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں، مگر ہم سے زیادہ نیک کام وہ کرتے ہیں، اپنے زائد مالوں میں سے صدقہ وخیرات کرتے ہیں، غلاموں کو آزاد کرتے ہیں، اس طرح وہ ہم سے زیادہ اجر وثواب حاصل کر لیتے ہیں، آپؐ نے ارشاد فرمایا: کیا اللہ نے تمہارے لئے ایسی چیزیں نہیں رکھیں کہ تم ان کے برابر ثواب حاصل کرلو؟ شرمگاہ کی حفاظت صدقہ ہے، نیکی کا حکم صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے، اپنی بیوی سے صحبت کرنا صدقہ ہے، صحابہؓ نے پوچھا: کیا اس میں بھی انسان کے لئے اجر ہے؟ فرمایا: ہاں! اگر وہ اپنی شہوت زنا سے پوری نہ کرے اور حلال سے پوری کرے تو نیکی ہے۔ (مسلم)

☆ ایک اور حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ فقراء مہاجرینؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: دولتمند لوگ بلند درجے اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں لے گئے، آپؐ نے پوچھا: وہ کیسے؟ انہوں نے عرض کیا: وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں، وہ روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں اور وہ صدقہ و خیرات کرتے ہیں؛ لیکن ہم استطاعت نہ رکھنے کی وجہ سے صدقہ وخیرات نہیں کر سکتے، وہ غلام آزاد کرتے ہیں، یہ سب کام ہم نہیں کر سکتے، وہ دولت کی وجہ سے ہم سے زیادہ فضیلت حاصل کر لیتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جس کے ذریعہ سے تم ان کے برابر ہو جاؤ اور اپنے بعد والوں سے آگے بڑھ جاؤ کہ کوئی تم سے زیادہ فضیلت والا نہ ہو؛ مگر وہی جو تمہارے جیسا عمل کرے؟ انہوں نے کہا: ضرور بتلایئے! آپؐ نے ارشاد فرمایا: ہر نماز کے بعد ۳۳ رمرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ رمرتبہ الحمدللہ اور

۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، چنانچہ تمام فقراء نے اس پر عمل شروع کر دیا، جب دولتمند مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کا علم ہوا تو وہ بھی اس پر عمل کرنا شروع کر دئے، تب فقراء و مساکین دوبارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: ہمارے اس عمل کی خبر دولتمندوں کو بھی ہوگئی اور انہوں نے اس پر عمل شروع کر دیا ہے، آپ ؐ نے فرمایا: یہ تو اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہے دے دے۔ (بخاری و مسلم)

تسبیح فاطمہؓ جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی کو تلقین فرمائی

☆ مسلم اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ گھر کے تمام کام خود ہی کرتی تھیں، چکّی چلانے سے انگلیوں پر نشانات پڑ گئے تھے، رسول ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تھے، حضرت علیؓ نے بی بی فاطمہؓ کو مشورہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر ایک خادم مانگ لو، حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ کے کہنے پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، لیکن آپ ؐ سے ملاقات نہ ہوسکی، تب بی بی عائشہؓ سے ملاقات پر آنے کی وجہ بتلائی اور گھر واپس آگئیں، جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو بی بی عائشہؓ نے حضرت فاطمہؓ کی آمد کی وجہ بتلائی، نبی کریم ﷺ بی بی فاطمہؓ کے گھر گئے، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم اس وقت بستر پر جا چکے تھے، آپ ؐ نے بی بی فاطمہؓ سے فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز سے بہتر بات نہ سکھاؤں جو تم نے مجھ سے مانگی ہے؟ فرمایا: جب تم اپنے بستروں پر لیٹنے جاؤ تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے، (۴۹۵)

کلمہ عرش تک جاتا ہے، تکبیر زمین و آسمان کے خلا بھر دیتی ہے

☆ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو کلمے ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک تو عرش تک پہنچ کر ہی رکتا ہے، اس سے پہلے اُسے کوئی روکنے والا نہیں اور دوسرا زمین و آسمان کے درمیان کے خلا بھر دیتا ہے، وہ ہیں لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر، اس پر حضرت ابن عمرؓ اتنا روئے کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہوگئی، (انہیں اس

بات کا غم تھا کہ مجھے اب تک حضور ﷺ کی یہ بات معلوم کیوں نہ تھی)، پھر فرمایا: ہمیں ان دونوں کلمات سے بہت تعلق اور محبت ہے، (حیاۃ الصحابہؓ)

یہ کب ہوگا جب انسان **لا الٰہ الا اللّٰہ** اور **اللّٰہ اکبر** کا شعور اور ادراک رکھے اور شعور کے ساتھ پڑھے، موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے وہ لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کا شعور ہی نہیں رکھتی اور نہ کبھی کلمہ طیبہ کا درس حاصل کرتی ہے، ان کے بچے جب کلمہ پڑھتے ہیں تو اول کلمہ طیب سے کلمہ شروع کرتے ہیں، ان کو یہ تک نہیں معلوم رہتا کہ اول کلمہ طیب کلمہ کا حصہ ہے یا نہیں، بہت سے مسلمانوں کو کلمہ طیبہ کا معنیٰ بھی نہیں معلوم، بس رٹے ہوئے انداز پر کلمہ پڑھ لیتے ہیں۔

کم وقت اور کم الفاظ میں زیادہ نیکیاں حاصل کرنے کے مواقع!

جو لوگ اپنی مصروفیات اور کاروبار کی وجہ سے زیادہ ذکرِ الٰہی کے لئے خاص طور پر وقت نہیں نکال سکتے، وہ چلتے پھرتے کم وقت میں وہ کلمات جو زبان پر بڑے ہلکے پھلکے ہیں اور وزن میں بہت بھاری اور اللہ تعالیٰ کو بڑے محبوب ہیں اور جن سے بڑا ثواب حاصل ہوسکتا ہے ان کو زبان سے ادا کرتے رہیں، اس لئے کہ جو چیز آسان، قیمتی اور اللہ کو بہت زیادہ محبوب ہو تو ہمیں بھی اس کا خوب وِرد کرنا چاہئے، کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی زبان کو ان کلمات سے خالی نہ ہونے دیا جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ذکر کے بغیر زیادہ کلام نہ کیا کرو، اس (زیادہ کلام) سے سختی اور بے حسی پیدا ہوتی ہے اور لوگوں میں وہ انسان اللہ سے زیادہ دور ہے جس کے قلب میں قساوت (سختی و بے حسی) ہے، (جامع ترمذی)

جنت میں کھجور کا درخت لگانے کا آسان طریقہ

☆ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے **سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ** (عظمت والا اللہ اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے) کہا اس کے لئے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگایا جائے گا، (ترمذی)

☆ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر جمعہ کی

نماز کے بعد اگر سو مرتبہ یہ تسبیح پڑھے تو اس کے ہزار گناہ معاف ہو جاتے ہیں، حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھجور کے درخت کا تنا سبز زمرد کا ہوگا، اس کی جڑ سرخ سونے کی ہوگی اور کھجور کا پھل مٹکے اور ڈول کے برابر ہوگا، جو دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مکھن سے زیادہ نرم ہوگا، اس میں سختی بالکل نہیں ہوگی۔

ان کلمات کو پڑھنے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں

☆ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک درخت کے پاس سے گذرے جس کے پتے سوکھ چکے تھے، آپؐ نے اس پر اپنا عصاء مبارک مارا تو اس کے پتے جھڑ گئے، (سب نے وہ منظر دیکھا) پھر آپ نے فرمایا: یہ کلمے **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ** بندے کے گناہوں کو اسی طرح جھڑا دیتے ہیں۔ (جامع ترمذی)

قرآن و حدیث میں جہاں گناہوں کے معاف ہونے کے تذکرے ہیں ان میں دو قسم کے گناہ ہیں، ایک گناہ کبیرہ اور دوسرے گناہ صغیرہ، وضو، غسل، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دوسرے اعمالِ صالحہ اور ذکرِ الٰہی اور نیکیوں کی برکت سے گناہِ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں، گناہ کبیرہ کی معافی کے لئے باقاعدہ توبہ اور استغفار کرنا ضروری ہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر روز سو مرتبہ **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ** کہا اس کے گناہ معاف کر دئے جائیں گے، اگرچہ کثرت میں سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں۔ (بخاری و مسلم)

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کا وہی معنیٰ و مطلب ہے جو **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ** کا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ہر عیب، نقص، خرابی، شرک اور زوال سے پاک ہے اور تمام صفاتِ کمالیہ و جمالیہ سے متصف ہے، ان کلمات کا وِرد کرنے سے دماغ پر گناہوں کے اثرات بھی ختم ہو جاتے ہیں۔

فرشتوں کا ذکر اللہ نے انسانوں کو بھی عطا فرمایا

☆ حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ

کلاموں میں کونسا کلام افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ کلام جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ملائکہ کے لئے منتخب فرمایا، یعنی **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ**۔ (مسلم) یہ فرشتوں کا خاص ذکر ہے، گویا ان کلمات کا وِرد کر کے انسان فرشتوں کے ساتھ ذکر میں شامل ہو جاتا ہے۔

تمام کلموں میں افضل یہ چار کلمے ہیں

☆ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے تمام کلموں میں یہ چار کلمے افضل فرمایا: **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ**. (مسلم)

☆ رسول اللہ ﷺ نے ایک اور حدیث میں فرمایا کہ افضل الذکر **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** ہے۔

شروع کی احادیث میں اللہ کے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بھی لکھا گیا کہ **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ** یعنی سبحان اللہ اور الحمد للہ یہ دو کلمے زبان پر بڑے ہلکے پھلکے مگر میزان عمل میں بہت وزنی اور اللہ تعالی کو بہت محبوب ہیں، ذرا غور کیجئے! اللہ نے دنیا میں بہت سی مادّی، جسم والی اور غیر مادّی یعنی نظر نہ آنے والی چیزیں پیدا کیں اور ان کا وزن رکھا، کسی کو ہلکا بنایا اور کسی کو وزنی، مثلاً کاغذ، لکڑی، پتھر، لوہا، سونا، چاندی، ہوا، گرمی، سردی، روشنی، اسی طرح اللہ نے علمی، معنوی اور روحانی چیزیں بھی رکھی ہیں، ان کے بھی مختلف وزن رکھے، جیسے نماز کی روحانیت، تلاوتِ قرآن کے اثرات، روزہ کے اثرات، حج کی روحانیت، اعمالِ صالحہ کا وزن، اخلاص، قرآنی الفاظ کی معنوی، روحانی اور علمی اثرات، دنیا میں مادّی چیزوں کے وزن، اثرات، قوت، شدت، رفتار، لمبائی اور چوڑائی معلوم کرنے کے پیمانے بھی انسانوں کو تیار کرنے کی توفیق دی، اسی طرح اللہ نے انسانی اعمال صالحہ، تلاوتِ قرآن، نمازوں کی کیفیت، ایمان کی طاقت، اللہ کی محبت اور ذکر اللہ کے اثرات اور ان کا وزن جو انسان کی تڑپ اور فکر کے لحاظ سے رکھا، جس کا اندازہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اعمال کی ترازو میں ظاہر کرے گا اور ان کے ہلکے اور بھاری پن کو بتلا دے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو قیامت سے پہلے ہی یہ تعلیم دی ہے کہ یہ کلمات بظاہر مادّی وزن کے اعتبار سے بہت ہلکے ہیں، مگر روحانی اور معنوی اعتبار سے میزانِ عمل میں بہت

بھاری اور وزنی ہیں، ان کلمات کو جو بندہ پڑھے گا قیامت کے دن میزانِ عمل ان کلمات میں عظمت الٰہی کے وزن سے جھک جائے گا، یہ کلمات بظاہر زبان پر بہت سیدھے سادے اور ہلکے پھلکے ہیں، ان میں توحید ہی توحید باری تعالیٰ اور اس کی یکتائی اور صفات حسنہ بھری ہوئی ہیں، جس کے شعور سے پڑھنے پر ایمان تازہ ہوتا رہتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء حسنیٰ اور صفاتِ کمالیہ پر دلالت کرتے ہیں ان کا احاطہ کئے ہوئے ہیں، چنانچہ بعض عرفانِ الٰہی رکھنے والوں نے لکھا ہے کہ **سبحان الله** اللہ کی صفات **القدوس، السلام، الحیُّ، القیُّوم، الصّمدُ** کی ترجمانی کرتا ہے، اسی طرح **الحمد لله** صفات **الرحمن، الرحیم، الرب، العلیم، القادر، السمیع، البصیر، الحکیم، المصور، الخالق، الهادی، الحسیب** اوران جیسے تمام اسماءِ الٰہی کا ترجمان ہے اور **لاالٰه الا الله** صفاتِ الٰہی **الاحد، الواحد، الاول، الآخر، الظاهر، الباطن، الباقی، المتکبّر، المَلِک، مَالِکُ المُلْکِ، القهّار** کی ترجمانی کرتا ہے، اسی طرح **الله اکبر، العلی، الکبیر، الاعلیٰ، الوالی، القوی** کی پوری ترجمانی کرتا ہے اور اللہ اکبر تعلیم دیتا ہے کہ جو کچھ کسی نے سمجھا اور علم حاصل کیا اللہ تعالیٰ اس سے بھی بہت بلند وبالا اعلیٰ وارفع ہے۔

اس تشریح کا حاصل یہ نکلے گا کہ جو ذات سبحان ہے، ہر عیب، نقص اور شرک سے پاک ہے اور حمد کے لائق ہے اور جو ہر قسم کے کمالات اور خوبیوں کا مالک اور جو **لا الٰه الا الله** ہے کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں، جو یکتا اور تنہا ہے، جس کی مثال اور مثل نہیں، وہی بڑا اور اکبر ہے، گویا انسان **لا الٰه الا الله** کا وِرد کر کے ان تمام چار کلمات کو اس میں دوہراتا جاتا ہے۔

اس لئے اس تشریح سے یہ ثابت ہوا کہ جو چیز اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے اسی کا تحفہ ہمیں بارگاہِ الٰہی میں پیش کرنا چاہئے، انسان کی یہ فطرت ہے کہ جب وہ کسی سے محبت کرتا ہے اور اس کو دوست رکھتا ہے، اس کو چاہتا ہے تو اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے، اس لئے ہمیں بھی اپنے ایمان کو تازہ رکھنے اللہ سے محبت، چاہت اور دوستی میں شدت پیدا کرنے کے لئے کثرت سے ان کلمات کا وِرد کرتے رہنا چاہئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

ہر اچھے کام میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔

☆ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے کیا بولا جائے؟
☆ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** بولا جائے۔
☆ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کے معنی کیا ہیں؟
☆ تمام تعریف اور شکر اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔

پیارے بچو! بہت سارے اچھے کام جب تم کر چکو، اور ان کے بارے میں تم سے کوئی سوال کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے جواب دو، مثلاً کوئی سوال کرے کہ:

☆ کیا آپ نے صبح قرآن مجید کی تلاوت کی؟
☆ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) میں نے صبح قرآن مجید کی تلاوت کی ہے۔
☆ کیا آپ نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی ہے؟
☆ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) میں نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی ہے۔
☆ کیا آپ روزہ سے ہیں؟
☆ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) میں روزہ سے ہوں۔
☆ کیا آپ قرآن کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں؟
☆ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) میں قرآن کی تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔
☆ کیا آپ کھانا کھا چکے ہیں؟
☆ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) میں کھانا کھا چکا ہوں۔
☆ کیا آپ پانی پی چکے ہیں؟
☆ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) میں پانی پی چکا ہوں۔
☆ کیا آپ دودھ پی چکے ہیں؟

☆ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) میں دودھ پی چکا ہوں۔
☆ کیا آپ چائے پی چکے ہیں؟
☆ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) میں چائے پی چکا ہوں۔
☆ کیا آپ ہوم ورک کر چکے ہیں؟
☆ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) میں ہوم ورک کر چکا ہوں۔
☆ کیا آپ مٹھائی کھا چکے ہیں؟
☆ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) میں مٹھائی کھا چکا ہوں۔
☆ کیا آپ موز (کیلا) کھا چکے ہیں؟
☆ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) میں موز کھا چکا ہوں۔
☆ کیا آپ خیریت سے ہیں؟
☆ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) میں خیریت سے ہوں۔
☆ آپ کا مزاج کیسا ہے؟
☆ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) میرا مزاج اچھا ہے۔
☆ آپ کے سر کا درد ختم ہو گیا؟
☆ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) میرے سر کا درد ختم ہو گیا۔
☆ کیا آج آپ مدرسہ گئے؟
☆ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) میں آج مدرسہ جا کر آیا ہوں۔
☆ آپ کے ابا کیسے ہیں؟
☆ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) میرے ابا اچھے ہیں۔
☆ آپ کے والد کے کاروبار کیسے چل رہے ہیں؟
☆ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) والد کے کاروبار اچھے چل رہے ہیں۔
☆ کیا آپ امتحان میں کامیاب ہو گئے؟
☆ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) میں امتحان میں کامیاب ہو چکا ہوں۔

☆ چھینک آنے اور پانی پینے کے بعد کس کا شکر ادا کیا جائے؟

☆ چھینک آنے اور پانی پینے کے بعد **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کہکر اللہ کا شکر ادا کیا جائے۔

☆ جب تم کوئی خوبصورت پھول یا خوشبودار پھول دیکھو یا سونگھو تو فورًا **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کہو کیونکہ خوبصورت پھول یا خوشبودار پھول کے بنانے کا کمال وقدرت سوائے اللہ کے کسی کو نہیں یہ صرف اللہ تعالیٰ کا کمال ہے وہی تعریف کے لائق ہے۔

☆ جب تم پھلوں اور اناج میں مزہ، خوشبو لذت محسوس کرو تو **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کہو کیونکہ پھلوں اور اناج میں مزہ اور لذت اور خوشبو پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا کمال ہے اس کے سوا کوئی دوسرا یہ نہیں کرسکتا اس لیے اللہ ہی تعریف کے لائق ہے۔

☆ جب تم کسی انسان کو اچھے کام کرتا ہوا یا اچھی باتیں سمجھاتا ہوا دیکھو اور سنو تو **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کہو اس لیے کہ یہ سب اللہ کا کمال ہے۔

☆ جب تم خوبصورت رنگین پرندوں، چرندوں اور دوسرے جانوروں میں مختلف خوبیاں اور کمالات دیکھو تو **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کہو اس لیے کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا کمال ہے جو ان میں خوبصورتی، رنگ اور خوبیاں رکھی ہیں، وہی تعریف کے لائق ہے۔

☆ جب تم آسمان پر حسین نظارے یا زمین پر مختلف باغات، پہاڑ، سمندر، دریا دیکھو تو **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کہو اس لیے کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کمال ہے، ایسی قدرت والا کوئی نہیں۔

☆ جب تم مختلف ممالک کے مختلف انسانوں کے علیحدہ علیحدہ چہرے، مزاج اور بولی بولتا ہوا دیکھو سنو تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو اس لیے کہ یہ انسانوں کا نہیں اللہ کی قدرت کا کمال ہے وہی تعریف کے لائق ہے۔

☆ جب بھی کوئی بات اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کی سنو تو کہو: **سُبْحَانَ اللّٰہِ** (اللہ ایسی باتوں سے پاک ہے)۔

☆ جب بھی کسی انسان سے اللہ کے بارے میں اہل وعیال کے تذکرے سنو تو کہو: **سُبْحَانَ اللّٰہِ** (اللہ پاک ہے اہل وعیال سے)۔

☆ جب بھی اللہ کے بارے میں کوئی تصویر یا مجسمہ دیکھو تو کہو: **سُبْحَانَ اللّٰهِ** (اللہ پاک ہے ایسی شکل وصورت سے)۔

☆ جب بھی ذہن میں شیطان، اللہ کے بارے میں کوئی خرابی، کوئی مجبوری، کوئی عیب اور کسی نقص کا خیال ڈالے تو فوراً کہو: **سُبْحَانَ اللّٰهِ** (اللہ ان تمام چیزوں سے پاک ہے)۔

☆ جب بھی ذہن میں اللہ کی کوئی خیالی تصویر پیدا ہو تو فوراً کہو: **سُبْحَانَ اللّٰهِ** (اللہ پاک ہے اس طرح کے خیالی جسم سے)۔

☆ جب بھی انسانوں کو مخلوق کی عبادت کرتا ہوا دیکھو تو فوراً کہو: **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** (نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے)۔

☆ جب بھی اللہ کے مقابلہ میں مخلوق کی بڑائی سنو تو کہو: **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** (ہر چیز سے ہر اعتبار سے اللہ ہی بڑا ہے)۔

☆ اللہ کے رسول ﷺ نے ہم کو عیدگاہ جاتے وقت **اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ** کی تسبیح پڑھتے ہوئے عیدگاہ جانے کی تعلیم دی۔

☆ مسلمانوں کو جوش قوت اور اللہ پر بھروسہ حاصل کرنے کے لئے نعرۂ تکبیر **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** کہنے کا طریقہ رکھا گیا۔

☆ میت کو لیجاتے وقت جو چاہیں اللہ کا ذکر کرتے چلیں، بلند آواز سے ذکر نہ کریں، بعض لوگ اپنی طرف سے یہ طریقہ بنالئے ہیں کہ میت کے ساتھ **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ** انتہائی بھونڈے انداز میں ایک شخص پڑھاتا ہے اور سب پڑھتے ہیں، حالانکہ پڑھانے والا خود بے شعور ہوتا ہے، یہ درست طریقہ نہیں بدعت ہے، ذکر کرنے میں نورانیت بھی ہو، اگر آپ یہ تسبیح ہی پڑھ رہے ہیں تو آہستہ پڑھئے اور یہ تصور کیجئے کہ اے اللہ! آپ اس طرح کی موت وحیات سے پاک ہیں، اس میت کو دوبارہ زندہ کرنا صرف آپ ہی کا کمال ہے اور آپ کے علاوہ کوئی اس کو زندہ کر کے حساب نہیں لے سکتا، آپ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، آپ اکبر ہیں۔

اَلْقُدُّوْسُ جَلَّ جَلَالُهٗ

(ہر عیب سے پاک، ہر بری صفت سے پاک، بہت زیادہ پاکیزگی والا)

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ٥ (الحشر: ۲۳)

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو بادشاہ ہے، تقدس کا مالک، سلامتی دینے والا، امن بخشنے والا، سب کا نگہبان، اقتدار والا، ہر خرابی کی اصلاح کرنے والا، بڑائی کا مالک ہے، پاک ہے اُس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں''۔

- اللہ جل شانہ کے اچھے اچھے پیارے پیارے نام ہیں، انہیں صفات حسنہ کہا جاتا ہے، ان ہی ناموں سے اس کا تعارف اور پہچان حاصل ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کسی کو ذات کے اعتبار سے نظر نہیں آتا، اس نے دنیا کی زندگی میں انسانوں اور جنوں کو اپنی پہچان کروانے کے لئے اپنا تعارف صفات کے ذریعہ کروایا ہے، بندے اس کی صفات ہی کے ذریعہ اسے پہچان سکتے اور اس کے اخلاق کو سمجھ سکتے ہیں، اور اس کے کاموں کو جان سکتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے یہ تعلیم دی کہ ''**تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ**'' اپنے اندر اللہ تعالیٰ کے اخلاق پیدا کرو، اللہ تعالیٰ کے اخلاق دراصل اللہ کی صفات اور اس کے کام ہیں، جس کو وہ اپنے صفاتی ناموں سے بندوں کو تعلیم دیا ہے، اس نے قرآن مجید میں یہ تعلیم دی کہ ''**صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً**'' (سورہ بقرہ) ترجمہ: کہو اللہ کا رنگ اختیار کرو، اس کے رنگ سے اچھا اور کس کا رنگ ہوگا؟ اللہ کا رنگ دراصل اللہ کی صفات ہیں، اس

رنگ کو بندہ اپنے اوپر چڑھانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنا پڑے گا، یعنی تقویٰ اختیار کرنا ہوگا، تب ہی وہ رنگ چڑھ سکتا ہے، وہ رنگ نہ رنگین کپڑے پہننے یا خاص قسم کا حلیہ اختیار کرنے یا کسی رنگ دار پانی یا مقدس ندی میں ڈبکی لگانے سے یا یاترا اور جاترا جانے سے نہیں چڑھ سکتا ہے، اس رنگ کا خاص تعلق اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ﷺ کی اطاعت واتباع سے ہے، تمام انبیاء علیہم السلام اسی رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور اللہ کی صفات کی نقل میں زندگی گذارے۔

- **سُبۡحَانَ اللّٰه** کی تشریح سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آ گئی کہ اللہ تعالیٰ پاک ہی پاک ہے، اس کا خلاصہ ذہن میں رکھ کر **اَلْقُدُّوْسُ** کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔
- بے شک اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیبوں سے پاک ہے۔
- بے شک اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نقائص سے پاک ہے۔
- بے شک اللہ تعالیٰ ہر قسم کی خراب اور بُری صفات سے پاک ہے۔
- بے شک اللہ تعالیٰ ہر قسم کی تبدیلیوں سے پاک ہے۔
- بے شک اللہ تعالیٰ ہر قسم کی محتاجیوں سے پاک ہے۔
- بے شک اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عروج وزوال سے پاک ہے۔
- بے شک اللہ تعالیٰ ہر قسم کی حاجتوں سے پاک ہے۔
- بے شک اللہ تعالیٰ ہر قسم کی خرابیوں سے پاک ہے۔
- بے شک اللہ تعالیٰ ہر قسم کی مجبوریوں سے پاک ہے۔
- بے شک اللہ تعالیٰ ظلم کرنے سے پاک ہے۔
- بے شک اللہ تعالیٰ غلطی کرنے سے پاک ہے۔
- بے شک اللہ تعالیٰ بھول چوک سے پاک ہے۔
- بے شک اللہ تعالیٰ پیدائش اور موت سے پاک ہے۔
- بے شک اللہ تعالیٰ مخلوقات جیسی حیات سے پاک ہے۔
- بے شک اللہ تعالیٰ غلطی اور ناانصافی کرنے سے پاک ہے۔

- بے شک اللہ تعالیٰ ہر قسم کی گندگی اور ناپاکی سے پاک ہے۔
- بے شک اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔
- وہ علم کی کمی وزیادتی سے پاک ہے۔
- وہ اپنی ربوبیت میں پرورش کی کمزوریوں سے پاک ہے۔
- وہ اپنی تخلیق میں کسی کو بنانے اور پیدا کرنے کی مجبوریوں سے پاک ہے۔
- وہ مخلوقات کی حاجت سننے اور مدد کرنے کی مجبوریوں سے پاک ہے۔
- وہ اپنے بچاؤ اور حفاظت کی مجبوری ومحتاجی سے پاک ہے۔
- وہ اپنی قدرت میں کسی سے مدد لینے، مشورہ کرنے کی محتاجی سے پاک ہے۔
- وہ بقاء اور سلامتی کے لئے کسی کا مجبور ومحتاج نہیں۔
- یہ مختصر تشریح ہے **اَلْقُدُّوْسُ** کی، اس جیسا کوئی نہیں، اس کی مثل اور مثال ہی نہیں، اس کی پاکیزگی کا تصور مخلوق کی سمجھ سے باہر ہے۔ اس کی پاکی کو ہم سمجھانے سے مجبور ہیں، وہ سراپا پاک ہی پاک ہے۔
- انسان اور جن دنیا کی زندگی میں مخلوقات کے درمیان رہتے ہوئے یہ دیکھتے ہیں کہ کائنات کی تمام چیزوں میں حاجت، ضرورت، محتاجی، عیب اور مجبوریاں ہیں، وہ موت وحیات سے گزرتی ہیں، وہ بچپن، جوانی اور بوڑھاپے جیسے تغیرات سے گزرتی ہیں، وہ عروج وزوال کی حالتوں سے گزرتی ہیں، ان میں تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں، وہ اپنی نسل کو باقی رکھنے کے لئے اہل وعیال کی محتاج ہوتی ہیں، وہ غذا، ہوا، پانی کی محتاج ہوتی ہیں، وہ بیماریوں، کمزوریوں سے گزرتی ہیں، وہ اپنے کام کرنے عقل وفہم، اعضاء وجوارح کی محتاج ہوتی ہیں، غرض وہ مختلف اسباب کی محتاج ہوتی ہیں۔

انسان اور جن دیکھتے ہیں کہ انسانی بادشاہ اور حکمراں باڈی گارڈ، حفاظت، فوج، ہتھیار، طاقت کے محتاج ہوتے ہیں، تھکان، اونگھ اور نیند کے محتاج ہوتے ہیں، وہ بھول چوک، غلطی اور بیکار عبث کام بھی کرتے ہیں، وہ منسٹروں، وزیروں، سکریٹریوں کے بغیر حکومت ہی نہیں کر سکتے، وہ مشورے لینے کے محتاج ہوتے ہیں، وہ ظلم و

زیادتی بھی کرتے ہیں، تکلیف دہ قانون بنا کر عوام پر ظلم کرتے ہیں، غلط فیصلے کرتے، ناانصافی کرتے ہیں اور بہت سارے کاموں میں مجبور محتاج رہتے ہیں، قحط، زلزلوں، طوفان سے عوام کو بچانے میں مجبور ہوتے ہیں، بیماریوں کی روک تھام میں مجبور ہوتے ہیں، طاقتور حکومت ان پر قبضہ کر لیتی یا ان کو تابع بنا لیتی ہے، یا ان کو معزول کر دیا جاتا ہے۔

- اللہ تعالیٰ اپنی صفت **اَلْقُدُّوْسُ** سے انسانوں اور جنوں کو یہ تعلیم دے رہا ہے کہ ان کا مالک و پروردگار اور خالق انسانی بادشاہوں اور حکمرانوں کی طرح نہیں، ان میں اور مالک کائنات میں کوئی برابری، تقابل، مثل اور مثال ہی نہیں، کوئی اس جیسا ہی نہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کو اپنے بادشاہوں، حاکموں اور دنیا کی دوسری مخلوقات کی طرح مت سمجھو، وہ تو ہر قسم کے عیبوں سے پاک ہے، اس کی پاکی کی مثال کسی میں نہیں۔ کوئی اس جیسی پاکی نہیں رکھتا۔
- وہ اپنے تمام کاموں میں ہر قسم کی کسی کے ساتھ شراکت داری سے پاک ہی پاک ہے، اس کو انسانی بادشاہوں کی طرح کوئی حاجت اور ضرورت ہی نہیں۔
- جس ذات میں عیب ہوتا ہے، نقص ہوتا ہے، شر ہوتا ہے، کمزوری ہوتی ہے، صفات رذیلہ ہوتے ہیں، وہ غلطی کر سکتا ہے، غلط فیصلے دے سکتا ہے، ناانصافی کر سکتا ہے، غلط قانون بنا سکتا ہے، ظلم کر سکتا ہے، اس سے بھول چوک ہو سکتی ہے، ان تمام باتوں کا تعلق صفات رذیلہ سے ہے، شر سے ہے، یہ تمام کام انسان اور جن کر سکتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ صفات رذیلہ اور شر سے پاک ہے، وہ تو صفات حسنہ رکھتا ہے، وہ شر سے پاک اور منزہ ہے، وہ **اَلْقُدُّوْسُ** ہے، اس لئے وہ ظلم اور غلطیوں سے پاک ہے، بھول چوک سے پاک ہے، بے کار کام کرنے سے پاک ہے۔
- انسانی بادشاہ اور حکمراں کام کر کے تھکان محسوس کرتے، اونگھتے اور تھکان دور کرنے کے لئے نیند کے محتاج ہوتے ہیں، بغیر نیند اور آرام کے وہ اپنی تھکان دور نہیں کر سکتے، یہ ان کی محتاجی اور مجبوری ہے، نیند موت کی چھوٹی بہن ہے، موت

مخلوقات پر آتی ہے، مخلوقات نیند کے محتاج ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ موت سے پاک اور منزہ ہے، اس لئے وہ نینداور اونگھ جیسی محتاجی نہیں رکھتا، اس کو نیند، اونگھ اور تھکان کا سوال ہی نہیں، وہ تو **اَلْقُدُّوْسُ** ہے، بے شک ہر عیب سے پاک ہے، نیند خود اس کی مخلوق ہے، بھلا وہ مخلوق کا محتاج کیوں رہے گا؟

- انسانی بادشاہ کو اپنی حفاظت کے لئے مختلف چیزوں کو اختیار کرنا پڑتا ہے، جو اس کو کسی کے حملے سے بچاسکیں، اس لئے کہ اس کو نقصان پہنچانے اور اس سے زیادہ طاقتور بہت ساری چیزیں ہوتی ہیں، وہ کہیں بندوق سے، کہیں تلوار سے، کہیں زہر سے، کہیں باڈی گارڈ سے اور کہیں بم سے یا کہیں حادثہ سے مر سکتا ہے، مگر اللہ **اَلْقُدُّوْسُ** ہے، اس کو ایسی مجبوری ومحتاجی نہیں، اس لئے کہ اس سے بڑا اور اس کے برابر یا اس سے زیادہ طاقت والا کوئی نہیں، اس کو زیر کرنے والا کوئی نہیں، سب اس کے بندے، غلام اور مخلوق ہیں، بھلا وہ اپنے بندے، غلام اور مخلوق جو کمزور اور اس کے محتاج ہیں ان سے اپنا بچاؤ کیوں کرے گا؟ وہ خود مخلوق کی حفاظت کرتا، مخلوق تو اس کے اشاروں پر حرکت کرتی ہے، وہ **اَلْقُدُّوْسُ** ہے، اس کو اپنی حفاظت کی ضرورت ہی نہیں، وہ مخلوق کی طرح مادہ نہیں جو سڑ گل جائے یا شکل بدل جائے یا کالا گورا ہو جائے، وہ مخلوق کی طرح جنس نہیں کہ نر و مادہ ہو، مونث و مذکر ہو جائے۔
- دنیا کے حکمراں بیکار اور عبث کام کرتے ہیں، عوام کو برائی سکھانے اور برائی کرنے کے پرمٹ دیتے ہیں، بے حیائی و بے شرمی کے ڈرامے اور فلمیں دکھاتے ہیں، اللہ تعالیٰ **اَلْقُدُّوْسُ** ہے، وہ کوئی بیکار اور عبث کام نہیں کرتا اور نہ برائی کو پسند کرتا ہے، وہ **اَلْقُدُّوْسُ** ہونے کے ناطے بے حیائی، بے شرمی اور ناپاکی سے پاک ہے، وہ **اَلْقُدُّوْسُ** ہونے کے ناطے بندوں میں پاکی، شرم وحیا چاہتا ہے، بندوں کا خیر ہی خیر چاہتا ہے۔ وہ خود پاک ہے اور پاکی کو پسند کرتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کو بھی پاکی کا سایہ اور پَرتَو بننے کا موقع عطا فرمایا۔
- اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کو بھی مختلف انداز سے پاک رہنے کے قابل بنایا، انسانوں

اور جنوں کو بھی پاک زندگی گزارنے کی تعلیم دیا ہے، تاکہ وہ پاکیزہ زندگی دنیا سے گزار کر آخرت میں آئیں۔

- اللہ تعالیٰ نے فرشتے جیسی پاک مخلوق پیدا کی، جو ہر لمحہ اس کی پاکی اور حمد بیان کرتے ہیں، ان کے پاس گناہ اور شر ہی نہیں، ان کا عیب یہ ہے کہ وہ نور سے پیدا کئے گئے، انسانی شکل اختیار کر سکتے ہیں، اللہ کے حکم پر حرکت کرتے ہیں، قیامت کے وقت وہ بھی موت کے نیند کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔
- اللہ تعالیٰ نے مٹی کو پاک بننے کی صلاحیت عطا کی ہے جس کی وجہ سے وہ ریت اور گرد بن کر پاکی اختیار کرتی ہے۔ پانی کو جذب کر کے پاک بن جاتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے ہوا کو پاک بننے کی صلاحیت عطا فرمائی، درخت اس کی گندگی کو جذب کر لیتے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ نے پانی کو پاک بننے کی صلاحیت عطا فرمائی، جس کی وجہ سے وہ آسمان سے پاک بن کر برستا ہے۔ بہتے ہوئے پاک ہو جاتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے ابر کو پاک اور خوبصورت بنایا۔
- اللہ تعالیٰ نے سورج، چاند، ستاروں کو گندگیوں اور آلودگیوں سے پاک رکھ کر پاکیزگی عطا فرمایا۔
- جانور بول و براز کرنے کے باوجود بغیر طہارت حاصل کئے پاک رہتے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ نے درختوں اور پودوں کو پاک بنایا، ان سے خوشبودار پاکیزہ پھول پیدا کرتا ہے، پاکیزہ پھولوں سے پاکیزہ پھل پیدا کرتا ہے۔ پاکیزہ پھلوں سے پاکیزہ رس نکالتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے پرندے پیدا کئے اور ان میں خوبصورتی رکھ کر پاکیزگی اور حسن عطا فرمایا، وہ اڑتے ہوئے اللہ کی پاکی اور تسبیح بیان کرتے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ جانوروں کے جسموں میں سے خون اور گوبر کے درمیان سے پاکیزہ دودھ نکالتا ہے۔

- اللہ تعالیٰ شہد کی مکھی کے پیٹ سے پاکیزہ رس نکالتا ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ O وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ O

''بے شک اس نے فلاح پائی جس نے پاکیزگی اختیار کی اور یاد کیا اپنے پروردگار کا نام پھر نماز پڑھی''۔ **(الأعلى:١٥)**

- اللہ تعالیٰ نے جس طرح انسانوں اور جنوں کو ایمان لاکر اپنی صفات رحم کرنے کی نقل، عفو و درگزر کرنے کی نقل، ربوبیت کرنے کی نقل، حکومت کرنے کی نقل، ہدایت کرنے کی نقل، رزق کا انتظام کرنے کی نقل، صبر کرنے کی نقل اور سایہ بننے کا موقع عطا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنی صفت **اَلْـقُـدُّوسُ** کا سایہ بننے کا موقع عطا فرمایا، اسی طرح وہ **اَلْـقُـدُّوسُ** ہونے کے ناطے اپنے ایمان والے بندوں اور بندیوں کو بھی پاک دیکھنا اور پاک رکھنا چاہتا ہے، چنانچہ وہ **اَلْـقُدُّوسُ** ہونے کے ناطے، اپنے بندوں کے لئے، پاکیزہ نظام زندگی کا طریقہ سکھانے، پاکیزہ دین اسلام بھیجا، اور پاکیزہ وحی قرآن مجید نازل کر کے پاکیزہ عقائد و اعمال کی تعلیم دی، اس دین پر عمل کرنے کے لئے پاکیزہ انسانوں کو پیغمبر بنا کر بھیجا، آخر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔
- چنانچہ وہ **اَلْـقُـدُّوسُ** ہونے کے ناطے اپنے بندوں کے ظاہر و باطن کو پاک کرنے کے لئے پاکیزہ اصول و آداب سکھائے۔
- وہ بندوں کی روح کو پاک رکھنے اور ان کو شرک و کفر کی گندگیوں، نجاستوں سے پاک کرنے کے لئے پاکیزہ عقیدہ توحید کی تعلیم دی، ایمان کی تعلیم دی۔
- اس نے اپنے بندوں میں پاکیزہ ایمان پیدا کرنے اور شرک و کفر سے پاک کرنے کے لئے پاک کلمہ عطا فرمایا جسے ہم کلمہ طیبہ کہتے ہیں، اس کلمہ ایمان کے ذریعہ وہ اپنے بندوں کے دل و دماغ کے خیالات، فکر اور عقیدہ کو پاک کرتا ہے، اور پاکیزہ زندگی گزارنے کے قابل بناتا ہے۔
- وہ **اَلْـقُـدُّوسُ** ہونے کے ناطے اپنے ایمان والے بندوں کو ظاہری طور پر بول

وبراز، نجاست، جنابت اور میل کچیل کی گندگیوں سے پاک رہنے کے لئے وضو، غسل، طہارت جیسے پاکیزہ اعمال اختیار کرنے کی تعلیم دی، اس سے جسم پاک ہوتا ہےاورروح کو پاکیزگی نصیب ہوتی ہے۔

- وہ **اَلْـقُدُّوسُ** ہونے کے ناطے اپنے ایمان والے بندوں کو شرک وکفر سے پاک گھر کعبہ اور مسجدیں بنانے کی تعلیم دی اوراس میں پانچ وقت پاکیزہ عبادت نماز ادا کرنے اور پاکیزہ عبادات حج وعمرہ ادا کرنے کے موقع عطا فرمائے اور مسجدوں اور کعبہ کو شرک کی نجاستوں سے پاک رکھنے کی تعلیم دی اوراپنے بندوں کو سب سے بڑی عبادت نماز سے روحانی سکون اور پاکیزگی عطا فرماتا ہے۔
- **اَلْـقُـدُّوسُ** نے روح کو پاک کرنے اور طاقتور بنانے کے لئے نماز کے علاوہ روزہ، حج اور ذکر وتلاوت کرنے کے موقع عطا فرمائے۔
- **اَلْـقُدُّوسُ** چاہتا ہے کہ اس کے ایمان والے بندے پاکیزہ، پاک وصاف لباس پہن کر بے حیائی اور بے شرمی، ننگے پن سے محفوظ اورانسانوں میں پاکیزہ انسان نظر آئیں اور شیطانی، گندہ لباس اختیار نہ کریں، فرشتوں جیسی نورانی زندگی گزاریں۔
- وہ اپنے بندوں کے معاشرے کو گندگیوں، ناپاکیوں سے بچانے، زنا کو حرام کر کے نکاح کا حکم دیا تاکہ بندے اپنی نفسانی خواہش پاکیزہ طریقے نکاح سے پورا کریں، ناپاک شیطانی طریقوں سے بچ جائیں۔
- وہ اپنے بندوں کو ناپاکی اور گندے اعمال سے بچانے، شراب، زنا، سور، جوا، چوری، قتل کو حرام قرار دے کر پاکیزہ معاشرہ دیکھنا چاہتا ہے۔
- وہ اپنے بندوں میں جھوٹ، غیبت، تہمت، فحش گفتگو جیسے اعمال سے پاکی چاہتا ہے، تاکہ اس کے نیک اور ایمان والے بندے اعمال خبیثہ سے دور رہیں، ان کا معاشرہ ان خبیث اعمال سے پاک رہے۔
- وہ **اَلْـقُدُّوسُ** ہونے کے ناطے اپنے مؤمن بندوں کے پیٹ میں پاکیزہ غذائیں داخل کرنا چاہتا ہے، تاکہ ان کے جسموں میں پاکیزہ خون دوڑے اوروہ اخلاق رذیلہ

سے دور رہے کہ پاکیزہ اعمال کرسکیں، فرشتوں سے بھی آگے زندگی گزار سکیں۔

- **اَلْقُدُّوْسُ** چاہتا ہے کہ اس کے ایمان والے بندے پاکیزہ کمائی کمائیں اور ناپاک کمائی سے دور رہیں، اور اپنی پاکیزہ کمائی کو پاک صاف طریقوں سے خرچ کریں، ناپاک طریقوں پر برباد نہ کریں۔
- **اَلْقُدُّوْسُ** چاہتا ہے کہ اس کے ایمان والے بندیاں پردہ اختیار کرکے دوسرے لوگوں کے مقابل نورانی اور پاکیزہ حیاء اور شرم والی زندگی گزاریں اور اپنی نورانیت میں اضافہ کرکے پاکیزہ معاشرہ تشکیل دیں اور پاکیزہ معاشرے کے فرد بنیں، اور معاشرے سے بے پردگی و بے حیائی کی گندگی کو مٹائیں۔
- **اَلْقُدُّوْسُ** چاہتا ہے کہ اس کے ایمان والے بندے دل ودماغ میں پاکیزہ خیالات اور پاکیزہ جذبات کے ساتھ پاکیزہ زندگی گزاریں، ناپاک خیالات اور شیطانی جذبات سے دور رہیں۔
- **اَلْقُدُّوْسُ** اپنے ایمان والے بندوں کے مال کو پاکیزہ بنانے کے لئے زکوٰۃ صدقات اور فطرہ کا نظام بنایا تا کہ امیر لوگ غریبوں کے لئے پاکیزہ درد رکھیں۔
- **اَلْقُدُّوْسُ** چاہتا ہے کہ اس کے ایمان والے بندے عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر قدوس کے پاکیزہ احکام کے تحت پاکیزہ فیصلہ کریں اور لوگوں کو اپنے انصاف سے امن وسلامتی دیں۔
- **اَلْقُدُّوْسُ** چاہتا ہے کہ اس کے ایمان والے بندے پاکیزہ کلام اور پاکیزہ دین کی طرف دوسروں کو بلا کر ان کی زندگیوں کو پاک کریں، اور دوسروں کو گناہوں سے جہنم سے بچانے کی پاکیزہ فکر رکھیں۔
- **اَلْقُدُّوْسُ** چاہتا ہے کہ اس کے ایمان والے بندے حکومت ملنے پر خلیفۂ زمین بن کر اللہ کے پاکیزہ احکام کے مطابق پاکیزہ حکومت کریں، کسی پر ظلم وزیادتی نہ کریں۔
- جب انسان کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ جسم اور روح دونوں سے پاک ہوتا ہے، **اَلْقُدُّوْسُ** چاہتا ہے کہ بندے اسی طرح پاک رہ کر آخرت میں آئیں تب ہی وہ

اپنے بندوں کو پاکیزہ مکان جنت عطا کرے گا۔

- جو بندے ایمان والے ہوں اگر انہوں نے اپنی روح اور جسم کو گناہوں سے ناپاک کیا ہوتو اللہ ان کو پاک کرنے کے لئے جہنم میں جلائے گا، جس طرح سونے کو گرم کر کے اس کا میل الگ کیا جاتا ہے؛ پھر وہ اپنے ان بندوں کو پاک کر کے پاکیزہ گھر جنت میں داخل کرے گا۔
- وہ **اَلْقُدُّوْسُ** ہونے کے ناطے یہ چاہتا ہے کہ اس کے ایمان والے بندوں کے گناہ دنیا ہی میں ختم ہوجائیں، چنانچہ وہ ان کو گناہ سے پاک کرنے بار بار مختلف اعمال صالحہ وضو، غسل، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج اور دوسرے اعمال یا بیماریوں، مصیبتوں کے ذریعہ معاف کرتا رہتا ہے، اس نے معافی دینے بندوں کے لئے توبہ کا راستہ بھی رکھا ہے تاکہ بندے مرنے سے پہلے توبہ کر کے پاک ہوجائیں۔
- وہ اپنے ایمان والے بندوں کے عقائد و اعمال کو پاک رکھنا چاہتا ہے، مگر اکثر ایمان والے زبان سے ایمان کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر عقائد و اعمال میں شرک و بدعات اختیار کر کے گندے اور ناپاک ہی رہتے ہیں۔
- اگر ایمان والے بندے **سُبْحَانَ اللّٰهِ** کی تسبیح یا **اَلْقُدُّوْسُ** کا ورد کرتے ہوئے عقائد کے اعتبار سے شرک میں مبتلا رہیں گے تو ان کا سبحان اللہ پڑھنا یا **اَلْقُدُّوْسُ** کا ورد کرنا ان کو فائدہ نہیں دے گا، اس لئے کہ وہ **اَلْقُدُّوْسُ** کی پہچان ہی صحیح نہیں رکھتے، **سُبْحَانَ اللّٰهِ** کی تسبیح اور **اَلْقُدُّوْسُ** کا ورد تو اسی کو فائدہ دے سکتا ہے جو صحابہ جیسا ایمان رکھے اور شرکیہ عقائد و اعمال سے دور رہیں۔
- اگر ایمان والے بندے سبحان اللہ کی تسبیح یا **اَلْقُدُّوْسُ** کا ورد کریں اور درگاہوں، جھنڈوں، الموں سے جا کر دعائیں کریں، منت مانگیں، سجدے کریں، اولاد مانگیں، روزگار مانگیں، صحت مانگیں، وغیرہ وغیرہ، تو **سُبْحَانَ اللّٰهِ** کی تسبیح اور **اَلْقُدُّوْسُ** کا وِرد ان کو فائدہ نہیں دے گا، ان کی یہ محنت بے کار جائے گی۔
- جس طرح ایک ایمان والا بندہ **یَا رَحْمٰنُ** اور **یَا رَحِیْمُ** کی تسبیح کا ورد کر کے عملی

میدان میں خدا کے بندوں پر ظلم وزیادتی کرے اور رحم نہ کرے تو **یَا رَحْمٰنُ** اور **یَا رَحِیْمُ** کی تسبیح پڑھنے سے ثواب تو مل جائے گا مگر **رَحْمٰنُ** اور **رَحِیْمُ** کی نقل نہ کرنے اور لوگوں پر رحم نہ کرے تو ان کلمات کا ورد اس کو عملی میدان میں فائدہ نہ دے گا، وہ ان کی برکات سے محروم رہے گا۔

- اسی طرح اگر کوئی ایمان والا بندہ **یَا صَبُوْرُ، یَا غَفُوْرُ، یَا غَفَّارُ، یَا سَتَّارُ، یَا تَوَّابُ، یَاوَدُوْدُ، یَا مُقْسِطُ** کی تسبیح پڑھے تو اس کو پڑھنے کا ثواب تو مل جائے گا اور اگر وہ اللہ کے بندوں کے ساتھ عملی میدان میں صبر نہ کرے، عفو و درگزر نہ کرے، ان کو معاف نہ کرے یا اللہ کے بندوں سے محبت نہ کرے یا عدل وانصاف نہ کرے تو ان کلمات کا ورد اس کو عملی زندگی میں اپنا اثر نہیں دکھائے گا؛ اس لئے کہ وہ اللہ کی ان صفات کی نقل نہیں کر رہا ہے، ان صفات کی نقل کرنے ہی سے اس کی زندگی میں پاکیزگی آئے گی اور وہ ان کلمات کی برکات اور نورانیت حاصل کر سکے گا۔

- اسی طرح اگر ایمان والے **یَاقُدُّوْسُ** کا ورد برکت کے لئے کرتے رہیں تو پڑھنے کا ثواب تو حاصل کرلے گا، اور اگر وہ نماز نہ پڑھیں، پردہ نہ کریں، حرام مال سے نہ بچیں، جوڑے کی رقمیں کھائیں، سود کھائیں، رشوت کھائیں تو ان کا **یَاقُدُّوْسُ** کا ورد کرنا ان کو فائدہ نہیں دے گا، اس لئے کہ وہ اپنے مالک کو پاک مان کر خود پاکیزہ زندگی واخلاق سے نفرت کر رہے ہیں، گندے اعمال، اخلاق رذیلہ سے محبت رکھتے ہیں، **اَلْقُدُّوْسُ** کی نقل کرنے سے ان کی زندگی میں پاکیزہ اعمال پیدا ہوں گے، ظلم وزیادتی اور فساد کرنے سے دور رہیں گے اور وہ پاکیزہ زندگی گزار سکیں گے، اور اس کی برکات حاصل کر سکیں گے۔

- اسی طرح اگر کوئی مؤمن بندہ **یَا قُدُّوْسُ** کا ورد برکت اور ثواب کے لئے کرے مگر شراب ناچ گانا کرے، جوا کھیلے، زنا کرے، فحش گفتگو کرے تو یا قدوس کی تسبیح سے ثواب تو ملے گا مگر **اَلْقُدُّوْسُ** کے اثرات، نورانیت اور پاکیزگی سے محروم رہے گا۔

- اس لئے ضروری ہے کہ **سُبْحَانَ اللّٰہِ** کی تسبیح یا **اَلْقُدُّوْسُ** کی تسبیح سے خود انسان اپنی عملی زندگی میں پاکیزہ اعمال اختیار کرکے عقائد واعمال سے ان کلمات کی برکت نورانیت اور اثرات کو بھی اپنی زندگی میں حاصل کرنے کی کوشش کرے اور اللہ کی صفات کا سایہ اور پرتو بنے۔
- یہی حال **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کے الفاظ کہنے کا ہے، پوری دنیا میں مسلمان اذان کے ذریعہ اللہ کو **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** مانتے اور اذان لاؤڈ اسپیکر میں دے کر **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کی صدا فضاؤں میں عام کرکے پوری دنیا کو سناتے ہیں اور نماز کی ہر رکعت میں **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کا اقرار بار بار کرتے ہیں، اور یہ عمل دن میں ہر روز پانچ مرتبہ کرتے ہیں، مگر **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کی آواز فضاؤں میں بلند کرنے کے باوجود اور نماز کی ہر رکعت میں **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کہنے کے باوجود اس کی حقیقت کو اپنے سینوں میں داخل نہ کرسکے، جس کی وجہ سے بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اللہ کو مسجد ہی کی حد تک بڑا مان رہے ہیں، مسجد سے باہر ان کی شادیوں، ان کے کاروبار، ان کے بازار، ان کی دُکانوں، ان کے گھروں، ان کے معاملات، ان کے اخلاقیات، ان کی معاشرت، ان کی عدالت، ان کی پارلیمنٹ، ان کی حکومت، کہیں پر بھی اللہ کی بڑائی نظر نہیں آتی، اگر **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کی حقیقت ان کے سینوں میں داخل ہوتی تو وہ مسجد سے باہر عملی میدان میں بھی اللہ کی بڑائی میں زندگی گزارتے نظر آتے تھے اور زندگی کے ہر شعبے سے اللہ کی بڑائی ظاہر کرتے تھے، اس لئے زبان سے تسبیح کے الفاظ کہنے کے ساتھ ساتھ ان الفاظ کی حقیقت کو بھی اپنی زندگی سے ظاہر کرنے کی کوشش کیجئے، تب ہی ان الفاظ کی برکات اور نورانیت زندگی میں ظاہر ہوگی۔
- اِسی طرح انسان اللہ کی طرف سے نعمتیں ملنے پر زبان سے اللہ کا شکر ادا کرنے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** تو کہتا ہے، مگر اللہ کی نعمتوں کے ذریعہ اپنے اعضاء سے اور اعمال سے شکر کا اظہار نہیں کرتا، علم، دولت، طاقت، اولاد، حکومت، صحت وتندرستی، وقت جیسی نعمتوں سے اللہ ہی کی ناشکری کرتا ہے، دولت کو محض فضول خرچی اور اللہ کی بغاوت

میں استعمال کرتا، طاقت ملے تو کمزوروں پر ظلم کرتا، اولاد کو اللہ کا نافرمان بناتا، حکومت ملے تو انسانی قانون بنا کر حکومت کرتا ہے، صحت وتندرستی ملے تو اللہ کی اطاعت وعبادت سے دور بھاگتا ہے، علم ملے تو غرور وتکبر میں مبتلا ہوتا ہے، وقت کو بیکار برباد کرتا ہے؛ اسی لئے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کی تسبیح بار بار پڑھنے کے باوجود ہم اپنی زندگی میں اس کلمہ کی برکت اور نورانیت سے دور نظر آتے ہیں، ہم صرف زبان سے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کہنا جانتے ہیں، عمل سے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کا اظہار کرنا نہیں جانتے، **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کے ساتھ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** والے اعمال اختیار کرنا ہوگا۔

- اسی طرح ہر ایمان والا کلمہ کا اقرار کر کے اللہ کو پاک اور بے عیب مانتا ہے، اور دن میں پانچ مرتبہ ہر نماز کے شروع میں **سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ** پڑھ کر اور رکوع وسجدہ میں **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ** اور **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰے**، کا دن میں پانچ مرتبہ بار بار اقرار کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اللہ کی جماعت والے ظاہر کرتے ہیں، مسجد سے باہر نکل کر پورے کے پورے اعمال شیطان کی جماعت والوں کا اختیار کرتے ہیں، انسان کی فطرت ہے کہ وہ جس سے محبت کرتا، جس کی جماعت میں رہتا، جس کو سب کچھ مانتا ہے، اُسی کی نقل میں زندگی گذارتا ہے، اللہ کی جماعت میں رہ کر اللہ کو پاک مان کر شیطان ملعون کے ناپاک اعمال واخلاق کے ساتھ زندگی گذاتے ہیں؛ حالانکہ مسلمان ہونے کے ناطے اچھے بُرے، پاک وناپاک کی پوری تمیز اور علم رکھتے ہیں، مگر پھر بھی پاکیزہ اعمال واخلاق کو پسند نہیں کرتے؛ اسی لئے **سُبْحَانَ اللّٰہِ** کے بار بار پڑھنے کے باوجود اس کلمہ کے اثرات اور نورانیت ہماری زندگی میں نظر نہیں آتی، اللہ کی جماعت ہو کر شیطان کی جماعت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔
- افسوس ہے انسانوں کی حالت پر اللہ تعالیٰ انسانوں کو پاکیزہ عقیدہ عطا کر رہا ہے، اور انسان گندے اور ناپاک عقیدہ کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں پاکیزہ اعمال صالحہ سے سنوارنا چاہتا ہے، اور وہ بے طہارت ناپاک، بے حیاء بے

شرم، بے پردہ فحش کلامی میں زندگی گزارتے ہیں، اللہ انہیں حلال اور پاکیزہ رزق کھلانا چاہتا ہے، اور وہ ناپاک ظلم وزیادتی سے لوٹا ہوا مال رشوت سود جوڑے کی رقمیں سامان جہیز، ناجائز دعوتیں، جھوٹے مقدمات سے حرام مال کے شوقین بنے ہوئے ہیں، اللہ انسانوں کو نماز، حج جیسی عبادات سے پاکیزہ بنانا چاہتا ہے، اور وہ نماز سے دور رہتے ہیں۔

- ایمان والوں کی زندگی تو پاکیزگی کی مثال ہونی چاہئے؛ تاکہ ان کے عقیدہ اور اعمال کی پاکیزگی دیکھ کر غیر مسلموں کو اللہ کی اطاعت و بندگی سمجھ میں آجائے، صلح حدیبیہ کے بعد مکہ کے لوگ اپنے رشتے داروں سے ملنے، تجارت کرنے مدینہ آنے جانے لگے تو مدینہ میں مسلمانوں کے گھروں، بازاروں اور بستیوں میں اپنے اور ان کے درمیان کھلا فرق دیکھنے لگے کہ وہ لوگ جو کل تک ناپاک اور گندی زندگی گذارتے تھے، آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے کتنی پاکیزہ زندگی گذار رہے ہیں، شراب، زنا، جوا، جھوٹ، وعدہ خلافی، فحش کلامی، بے حیائی، ننگے پن، دھوکہ دہی، قتل، شرکیہ عقائد واعمال سے کتنی پاک زندگی گذار رہے ہیں، ظلم، ناانصافی، بے ایمانی، تعصب، لڑائی و جھگڑا، خود غرضی، بغض وعداوت سے کوسوں دور ہوگئے، اور پاکیزہ معاشرہ بنالیا، کتنا فرق پیدا ہوگیا ان میں اور ہم میں؟
- یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ پاکیزہ تعلیمات ملنے کے بعد اور اللہ کی طرف سے خلافت ملنے کے بعد شرک کرے، کفر کرے، اللہ کی مخلوق پر ظلم اور فساد کرے، لوگوں کے ساتھ ناانصافی کرے، لوگوں کو گمراہی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دے، ان کو صحیح راستے کی رہنمائی وہدایت نہ کرے، خلیفہ زمین بننے کے بعد لوگوں سے تعصب رکھے، بغض وعداوت رکھے، عفوودرگزر نہ کرے، صبر نہ کرے، جھنڈوں، علموں، درگاہوں پر سر جھکائے، ہاتھ پھیلائے، ہر عمل سے مالک کی بڑائی کو ظاہر نہ کرے، خلیفہ ہونے کے باوجود شراب پیئے، زنا کرے، ناچ گانا کرے، جوا کھیلے، قتل کرے، چوری کرے، رشوت لے اور شادیوں کے نام پر لوگوں کا مال لوٹے، اگر خلیفہ زمین کی زندگی ان

اخلاق رذیلہ کا شکار ہو تو وہ گندی اور ناپاک زندگی ہوگی، گندے اور ناپاک گھر جہنم میں جانے کے قابل ہوگی، یہ زندگی شیطانی زندگی ہوگی، شیطان گندہ اور ناپاک ہے وہ خلیفہ زمین کو بھی گندگی اور ناپاکی کی حالت کی دعوت دیتا ہے، اور گندے وناپاک کام واعمال کرواتا ہے، تاکہ خلیفہ زمین پاک گھر جنت میں نہ جا سکے۔

انسانوں کی وہ آبادی جو دنیا میں سب سے زیادہ گندی اور ناپاک حالت میں زندگی گزار رہی تھی، جب کلمہ طیبہ کے ذریعہ اپنے فکر اور خیالات کو پاک کیا تو دنیا کے بہترین اور مثالی انسان بن کر صحابہ رسول کہلائے، انہوں نے زندگی کے ہر شعبے میں پاکیزگی اختیار کی، ان کے برعکس ابوجہل، ابولہب، عتبہ اور دوسرے مشرکان مکہ گندگی اور ناپاکی ہی میں زندگی گزارے اور گندے اور ناپاک ہی دنیا سے گزر گئے، دنیا میں ان کی مثال ناپاک زندگی سمجھانے کے لئے دی جاتی ہے۔

- صحابہ میں حضرت غامدیہؓ اور معز اسلمیؓ سے زنا ہو جانے کے بعد انہوں نے آکر رسول اللہ ﷺ سے پاک کرنے کی درخواست کی، رسول اللہ ﷺ نے غامدیہؓ کا حمل مکمل ہونے اور بچے کے روٹی کھانے کے بعد ان کو سنگسار کیا، اور یہ دونوں نے زمین میں آدھا دفن ہو کر پتھروں سے مار کھا کر اپنے آپ کو پاک کیا، ان کی پاکی کا یہ عمل قیامت تک کے انسانوں کے لئے پاک ہونے کا نمونہ اور مثال بنا دیا گیا۔
- جب شراب کی حرمت کا حکم آ گیا، اور شراب پوری طرح حرام ہوگئی، تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے گھروں میں رکھے شراب کو پانی کی طرح مدینہ کی گلیوں میں بہا دیا، اور پیالہ ہونٹوں کے قریب لے جانے کے باوجود اس کو پھینک دیا، اپنے پیٹ میں جانے سے روک دیا۔
- یہی حال سود کا تھا جب سود کو حرام قرار دے دیا گیا، تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے فوراً سود کے تمام کاروبار ختم کر کے سود کو معاف کیا اور اپنے مالوں کو پاک کیا۔
- بڑے بڑے زانی اور جوا کھیلنے والے ایمان لا کر، زنا اور جوا سے توبہ کی اور اپنے کو اس عظیم گناہوں سے پاک کیا۔

- تاریخِ اسلامی گواہ ہے کہ بڑے بڑے ڈاکوؤں نے ایمان کی حقیقت جان کر ڈاکو سے اللہ والے بنے اور حلال کمائی کے ذریعہ سے تنگی وقناعت میں پاکیزہ زندگی گذاری۔
- دھوکا، فریب اور جھوٹ سے تجارت کرنے والے ایمانداری دیانت داری اور سچائی کو اختیار کر کے مال کا نقص وعیب بتلا کر تجارت کی اور منافع کم ملنے کے باوجود تقویٰ والی پاک زندگی گذاری۔
- حکومت کی ذمہ داریاں ادا نہ کرنے کے احساس سے جزیہ کی رقم واپس کر کے پاکیزہ اور انصاف کرنے والے حکمرانوں کا ثبوت دیا۔
- عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر مسلمانوں کی حکومت ہونے کے باوجود مسلمان کے مقابل غیر مسلموں کے حق میں فیصلے کر کے سچائی اور پاکدامنی کے فیصلے کیے اور عدالتی نظام کو پاک رکھا۔
- اقتدار اور قوت ہونے کے باوجود گناہ اور جرم کرنے پر اپنے ہی رشتہ داروں کو سزا دینے سے منہ نہیں موڑا۔
- جنگ میں کامیابی ملنے کے باوجود دشمنوں کی عورتوں، بچوں بوڑھوں کو نہ قتل کیا اور نہ عورتوں کی عصمت وعفت لوٹی؛ بلکہ ایمان کی پاکیزگی کا زبردست ثبوت دیا۔

☆☆☆☆☆

☆ اپنی اولاد کو حقیقی اور شعوری ایمان والا بنانا ہو تو تعلیم الایمان کے تمام حصوں کو خود بھی پڑھیں اور اپنے بچوں کو بھی سمجھائیں۔

☆ اپنی اولاد کو کائنات کی تمام چیزوں میں غور وفکر کا عادی بنا کر اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات سمجھانا ہو تو تعلیم الایمان کے تمام حصے آج ہی خریدیئے اور پڑھائیے!

اللہ نے انسان کو اپنی بعض صفات کا عکس عطا فرمایا

علامہ امام غزالیؒ نے کیمیائے سعادت صفحہ:۶۹ پر اور علامہ سید سلیمان ندویؒ نے سیرت النبیﷺ:۴/۴۸۳ پر رسول اللہﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ: **اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ،** بے شک اللہ نے آدمؑ کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ (بخاری و مسلم)

وہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ انسان کی طرح اللہ کی بھی کوئی جسمانی شکل وصورت ہے اور آدم کی شکل اس کی نقل ہے، **لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ،** کوئی بھی شئے اس کے مثل اور مثال نہیں، یہاں صورت سے مراد ذات الٰہی نہیں بلکہ معنوی شکل وصورت یعنی اللہ نے انسان میں اپنی چند صفات کی ادنیٰ اور ہلکی سی جھلک رکھی ہے، جو انسان کو اپنی معرفت سمجھانے اور ان کو قبول کرنے اور ان پر نقل کر کے ترقی کی انتہاء تک پہنچنے کی صلاحیت بخشی، جو ایک شائبہ اور عکس جیسی ہے، امام غزالیؒ نے صفحہ:۶۵/ پر یہ روایت بھی لکھی ہے کہ **مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ**۔ جس نے اپنے نفس کو پہچانا بے شک اس نے اپنے رب کو پہچانا، اور پھر صفحہ:۶۸/ پر اس کی تشریح یوں کی کہ: انسان کو اپنی ذات سے اللہ کی ذات اور اپنی صفات سے اللہ کی صفات پہچاننے کی ادنیٰ سی جھلک دی ہے، انسان بہت ساری چیزوں کو دیکھ نہیں سکتا، مثلاً درد، غصہ، محبت، بھوک، پیاس، آواز، خوشبو اور روح وغیرہ، مثلاً انسان کے جسم میں اللہ نے روح رکھی ہے، اس روح کو کسی جگہ کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جا سکتا، جسم کے بعض حصوں میں اس کا تعلق کم ہے اور بعض حصوں میں زیادہ، انسان جس طرح درد، غصہ، محبت، مزہ، بھوک، پیاس، آواز، خوشبو، بدبو اور روح کی کوئی صورت اور رنگ نہیں بنا سکتا، اور نہ وہ ان چیزوں کو دنیا کی زندگی میں سر کی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے، اسی طرح اللہ کی اپنے ذہن سے کوئی شکل و صورت نہیں بنا سکتا اور نہ اس کو کسی خاص جگہ منسوب کر سکتا ہے، البتہ یہ عقیدہ رکھ سکتا ہے کہ کائنات کا نظام اپنے اقتدار اور حکم چلانے اپنی شان کے مطابق مستوی علی العرش ہوا۔

صفحہ:۶۰/ پر امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ: انسان کے دل میں اللہ کی معرفت سے زیادہ

دوسری چیزوں کا شوق ہو تو سمجھو کہ وہ روحانی بیمار انسان ہے، اس دنیا کا بخت اور تباہ و ناکام انسان ہوگا، اگر وہ دنیا میں اپنے مالک کو نہ پہچانے تو کل قیامت میں اندھا اٹھ کر کتے اور سور سے بدتر ہوگا۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ نے سیرت النبی ﷺ چہارم صفحہ: ۵۱۶ و ۵۱۷ پر لکھتے ہیں کہ: انسان پر فرض ہے کہ وہ اگر اللہ سے نسبت پیدا کرنا چاہتا ہے تو اپنے اندر اس کی صفات سے نسبت پیدا کرے، اور اللہ کی صفات، خوبیوں اور کمال کو بھرپور جان کر ان کی نقل اور پیروی کی خواہش رکھے، آدم کا بیٹا زمین پر خلیفہ بنایا گیا، خلیفہ اور نائب میں اصل ہستی کے اوصاف و صفات کا عکس و سایہ جتنا زیادہ نمایاں ہوگا اتنا ہی وہ اپنے اندر خلافت کی ذمہ داریاں ادا کر سکتا ہے، قرآن مجید میں اللہ نے اللہ کا رنگ اختیار کرنے کی تعلیم دی جو سب سے اچھا رنگ ہے، وہ رنگ اللہ کی صفات کی نقل کرنے سے تقویٰ کی شکل میں پیدا ہوتا ہے، پھر یہ ارشاد فرمایا: **تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ**، اللہ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ: بادشاہوں کو بادشاہ کے سوا کوئی نہیں پہچان سکتا، چنانچہ انسان اپنی صفات سے اللہ کی چند صفات کی پہچان حاصل کر سکتا ہے اور ان کی نقل کر سکتا ہے، چنانچہ اس تشریح کی روشنی میں یہ سمجھنا ہوگا کہ اللہ کائنات کی تمام چیزوں کا مالک الملک اور مَلِک ہے، مالکِ کائنات اور شہنشاہِ کائنات ہے، اللہ نے انسان کو مختصر وقت کے لئے دنیا کی زندگی میں چند چیزوں کا مالک بننے کے قابل بنایا، جس کی وجہ سے وہ اللہ کے مالک کائنات ہونے کو سمجھ سکتا ہے، اسی طرح اللہ نے انسان کو زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر حکومت کرنے کا اختیار دیا، جس کی وجہ سے وہ اللہ کی صفت ملک کو سمجھتا ہے، اگر اللہ انسان کو زمین پر بادشاہت نہ دیا ہوتا اور اپنی مملکت کا مختصر سا نمونہ نہ دیا ہوتا تو انسان اللہ کی صفت مَلِک کی پہچان حاصل نہیں کر سکتا تھا، اس لئے انسان اللہ کا شکر گذار رہنا چاہئے کہ اللہ نے اپنی معرفت کے لئے بادشاہی کا رتبہ اور اپنی مملکت کے نمونے عطا فرمائے، کائنات میں ایک تکوینی نظام ہے اور دوسرا تشریعی نظام ہے، تکوینی نظام جس کے ذریعہ زمین، آسمان، ہوا پانی، سورج، چاند، ستارے، حیوانات، نباتات و جمادات سب

میں اللہ کے حکم سے صرف فرشتے دخل دے سکتے ہیں اور نظام چلاتے ہیں، اسی طرح انسانی جسم میں دل، دماغ، خون، پٹھے، رگیں، معدہ، گردے، آنکھ، کان، ناک، زبان، سب تکوینی نظام کے تحت چلتے رہتے اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں، اللہ نے تشریعی نظام کے لئے انسان کو اختیار و آزادی دی ہے اور انسان کو زمین پر خلیفۃ الارض بنا کر اپنی چند صفات کی نقل کرنے کا موقع عطا فرمایا اور پھر انسانوں کو تعلیم دی کہ وہ اپنے بھائیوں کی ہر لمحہ مدد، دیکھ بھال، حفاظت اور نگہداشت کرتا رہے، رزق کا انتظام کرتا رہے، ان کی سمع و بصر کے ذریعہ مصائب کو دور کرتا رہے، ان کو علم سکھاتا رہے اور ہدایت کی طرف بلاتا رہے۔

☆ اللہ نے انسان کو پرورش کے نظام کا ادنیٰ سا شائبہ عطا فرمایا، جس کی وجہ سے وہ اللہ کی صفت ربوبیت کو سمجھ سکتا ہے اور صفت رب کی کسی قدر ناقص نقل کر سکتا ہے، اگر انسان کو پرورش کی ذمہ داری نہ دیتا تو انسان اللہ کی صفتِ رب کو نہیں سمجھ سکتا تھا اور نہ اس کی نقل کر سکتا تھا۔

☆ اللہ نے انسان کو مختلف چیزوں کا علم حاصل کرنے کا نظام رکھا اور اپنی صفت علیم کی کسی قدر ناقص نقل کرنے کے قابل بنایا، اگر انسان کو مختلف چیزوں کا علم حاصل کرنے کے قابل نہ رکھتا تو وہ اللہ کی صفت علیم کو سمجھ نہیں سکتا تھا۔

☆ اللہ نے انسان کو اپنی پیدا کردہ چیزوں سے نئی نئی چیزیں بنا کر انسانوں کی مدد اور اپنی ضروریات پوری کرنے کے قابل بنایا، جس کی وجہ سے وہ اللہ کی صفت تخلیق کو سمجھ سکتا ہے، اور اللہ ہی کو خالق کائنات مان سکتا ہے۔

☆ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں اپنی صفت رحمت اور محبت کی نقل کرنے کی صلاحیت دی، جس کی وجہ سے وہ آپس میں صفت رحمت اور صفت ودود کی ناقص نقل کرتا ہے، اگر وہ رحمت و محبت کرنے کا نظام نہ رکھتا تو انسان اللہ کی صفت رحمٰن و رحیم اور ودود کو سمجھ نہیں سکتا تھا، خلیفہ ہونے کے ناتے دنیا میں رحم اور محبت کا مظاہرہ نہیں کر سکتا تھا۔

☆ اللہ نے انسانوں کو عفو و درگذر اور صبر کرنے کی تعلیم دی، اگر اس میں معاف کرنے اور کرنے کا جذبہ نہ ہوتا تو اللہ کی صفات توّاب اور صبور کو سمجھ نہیں سکتا تھا، خلیفہ کے لئے اللہ

کی ان صفات کی نقل کرنا ضروری ہے۔

☆ اللہ نے انسان کو حساب لینے اور عدل و انصاف کرنے کی صلاحیت دی ہے، جس کی وجہ سے وہ اللہ کی صفت حسیب، عدل اور مقسط کی ناقص سی نقل کرتا ہے، اگر یہ صفات انسان میں نہ رکھتا تو وہ اللہ کی صفات حسیب اور المقسط کو نہیں سمجھ سکتا تھا، خلیفہ کے لئے یہ صفات کی نقل کرنا اس کا ادنیٰ سایہ بننا ضروری ہے۔

☆ اللہ حکیم ہیں، وہ اپنا ہر کام حکمت کے ساتھ کرتے ہیں، اس نے انسان کو بھی حکمت کے ساتھ عمل کرنے کی تعلیم دی، اگر انسان حکمت کو اختیار نہ کرے تو وہ اللہ کی صفت حکیم کو نہیں سمجھ سکتا، خلیفہ کیلئے خاص طور پر اپنے کنبہ خاندان اور معاشرہ کیلئے حکیم ہونا بہت ضروری ہے۔

☆ اسی طرح اللہ رزّاق ہے اور ہادی و معلِّم ہے، سلامتی اور امن دینے والا ہے، حفاظت کرنے والا ہے، قوت رکھنے والا، سچا اور شفقت کرنے والا وغیرہ ہے، اسی طرح وہ انسان کو بھی ان تمام صفت کو اختیار کرنے کی ادنیٰ سی جھلک اور سایہ بنایا؛ تاکہ انسان خلیفہ بن کر ان صفات کے ذریعہ اللہ کی پہچان حاصل کرے اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرے، اگر اس میں یہ صفات کو اختیار کرنے کی صلاحیت نہ ہوتی تو وہ اللہ کی پہچان بھی حاصل نہیں کر سکتا تھا اور نہ ان کی نقل کر سکتا تھا، اگر انسان خلیفہ بن کر اللہ کی پہچان اس کی صفات کے ذریعہ حاصل نہ کرے تو وہ زمین پر خلیفہ بن کر اللہ کی صفات کے بجائے شیطانی صفات کے ساتھ زندگی گذارے گا اور قیامت کے دن اندھا اٹھایا جائے گا، کتے اور سور سے بھی بدتر ہوگا، دنیا کی زندگی بھی ناپاک اور گندگی والی ہوگی، آخرت بھی گندی ہوجائے گی، البتہ انسان کو اللہ نے اپنی صفات تکبر اور بڑائی و کبریائی کی نقل کرنے سے سختی سے منع کیا ہے، اسی طرح وہ صفات جو وحدانیت اور بقائے ازلی و ابدی کے ہیں ان کا دعویٰ کرنے یا کسی دوسرے کو انصاف والا سمجھنے سے منع کیا ہے، ان کے علاوہ بقیہ صفات کے فیضان سے انسان کو فائدہ اٹھانے کے قابل بنایا اور وہ صفات کے فیضان کا دروازہ ہر صاحبِ توفیق کے لئے حسبِ استعداد کھلا رکھا ہے، جن لوگوں کو اللہ کی پہچان حاصل نہیں ہوئی وہ شیطانی صفات زندگی گذار رہے ہیں۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁